

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, May 20, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty five minutes past ten in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mir Humayun Khan Marri) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وما تكون في شان و ما تتلو ا منه من قران و لا تعملون من
عمل الا كنا عليكم شهودا اذ تفيضون فيه - وما يعزب عن
ربك من مثقال ذرة في الارض و لا في السماء ولا اصغر من
ذلك ولا اكبر الا في كتب مبين ○ الا ان اولياء الله لا خوف
عليهم ولا هم يحزنون ○ الذين امنوا و كانوا يتقون ○

ترجمہ۔ اور تم جس حال میں ہوتے ہو۔ یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی (اور) کام کرتے ہو۔ جب اس میں مصروف ہوتے ہو ہم تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے بھونٹی ہے یا بڑی مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔ سن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں ان کو

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, May 20, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty five minutes past ten in the morning with Mr. Deputy Chairman (Mir Humayun Khan Marri) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ
عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ - وَمَا يَعْزُبُ عَنْ
رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ
ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كُتُبٍ مُبِينٍ ۝ إِلَّا أَنْ أُولِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝

ترجمہ۔ اور تم جس حال میں ہوتے ہو۔ یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی (اور) کام کرتے ہو۔ جب اس میں مصروف ہوتے ہو ہم تمہارے سامنے ہوتے ہیں اور تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہ کوئی چیز اس سے بھونٹی ہے یا بڑی مگر کتب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔ سن رکھو کہ جو خدا کے دوست ہیں ان کو

نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ (یعنی) وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔

QUESTIONS AND ANSWERS.

Mr. Deputy Chairman: Question Hour. Dr. Safdar Ali Abbasi

Sahib - Question No. 98.

98. *Dr. Safdar Ali Abbasi: Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

- (a) the number of Yellow Cabs imported during the years 1990-93.
- (b) the total amount of loan extended for the Yellow Cab scheme by the NCBs during the said period:
- (c) the amount recovered from the owners of Yellow Cabs so far, and
- (d) the amount outstanding against Yellow Cab owners?

Mr. Sartaj Aziz: The information is being collected. On receipt, it will be placed on the table of the House.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب اس کا جواب ی نہیں آیا۔ میں تو آج بڑا اللہ کا شکر کر رہا تھا کہ میرے سوالات سب سے پہلے آئے ہیں لیکن پہلا سوال جس کا نوٹس میں نے 8 اپریل 1997ء کو دیا تھا اس کا جواب ابھی تک نہیں آیا تقریباً چھ مہینے گزر چکے ہیں۔ 14 دن کے نوٹس کی ضرورت ہوتی ہے چھ مہینے کے بعد بھی اس کا جواب کوئی نہیں آیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی فائنس منسٹر صاحب۔

جناب مسرتاج عزیز: جناب جو سوال ہے کہ amount outstanding کتنی ہے تو وہ تمام بینکوں سے جواب نہیں آیا۔ اس لئے اگے rota day پر اس کا جواب آجائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تو اس کو ڈیفر کر دیتے ہیں اگے rota day کے لئے۔ اگلا سوال

111. *Dr. Safdar Ali Abbasi. Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the details of the agreement signed by the PPP Governments signed IMF in November, 1996;

(b) the details of the agreements signed by the last caretaker Government with the IMF?

Mr. Sartaj Aziz: (a) In October, 1996 PPP had reached an understanding for the resumption of the then stalled Stand By Arrangement (SBA) with the IMF. The PPP government was dismissed before the agreements were finalised.

(b) The caretaker government continued with the negotiations with the IMF. An agreement was reached in November, 1996 and that was further modified, following negotiations in Washington in Mid-December, 1996. This was for the resumption as well as augmentation of the SBA upto September, 1997. Under the extended programme, Pakistan became eligible to draw \$ 816 million as against the previously approved amount of \$ 600 million under the SBA.

ڈاکٹر صدر علی عباسی۔ جناب اس کا جواب تو آیا ہے لیکن بالکل incomplete ہے۔ اگر وزیر صاحب سوال کی طرف توجہ دیں تو میں نے request یہ کی تھی کہ جو agreement پی پی پی نے IMF اور IMF نے sign کیا، نومبر 1996ء میں اور جو agreement sign کیا تھا caretaker حکومت نے IMF کے ساتھ ان کی details دیں تو details تو کوئی نہیں آئیں کیوں کہ اگر آپ (a) پڑھیں کہ There was an agreement which was signed اس کی کیا details تھیں، کس بنیاد پر (SBA) stalled کو دوبارہ reactivate کیا گیا اور پھر caretaker حکومت نے اسے کیا agreement sign کیا اس کی کیا details ہیں۔ کوئی details ہمیں مہیا نہیں کئے گئے تو

کیا حکومت یہ چھپانا چاہتی ہے کہ اس کی details کیا تھیں دونوں agreements کی۔

جناب سرستان عزیز، جناب چیئرمین! جیسا کہ ان کو خود معلوم ہو گا جو ان کا agreement تھا اس کی بنیادی شرط یہ تھی کہ budget deficit چار فیصدی لایا جائے گا۔ ایک agreement انہوں نے October, 1995 میں کیا تھا جس کے حوالے سے انہوں نے مزید 30, 35 ارب کے ٹیکس لگائے تھے، devalue کیا تھا 7 percent اور اس کے باوجود جون تک وہ target meet نہیں ہوا 4 percent کا۔ وہ target 4 percent والا 1994 سے چل رہا تھا نہ 1995 میں achieve ہوا، نہ 1996 میں achieve ہوا۔ پھر اس کے بعد جب انہوں نے 1996 میں اس کو دوبارہ revise کیا October, 1996 میں تو اس وقت بھی آپ کو یاد ہو گا کہ کچھ نہ کچھ انہوں نے مزید اقدامات کئے۔ اس کے باوجود جو figures caretaker government نے take over کیے تو stand by agreement کی شرائط پوری نہیں ہو رہی تھیں تو caretaker government نے مزید expenditure reductions کیں 30 ارب روپے کی اور اس کے علاوہ کچھ revenue raising measures ہیں 4, 5 ارب روپے کے لئے اور وہ جو agreement تھا دوبارہ جب sign کیا تو اس میں انہوں نے amount جو ہیں، جو پرانا agreement تھا 15 مہینے کا چھ سو ملین کا، اس میں صرف 277 million Dollars یعنی آدھے سے کم مارچ 1996 تک disburse ہوئے تھے۔ نہ جون میں کوئی disbursement ہوئی اور نہ اس کے بعد September میں کوئی disbursement کیوں کہ وہ شرائط پوری نہیں ہوئی تھیں۔ caretaker government نے وہی agreement جو پرانا تھا چھ سو کا اس کو extend کر کے 816 million کیا لیکن اس میں صرف ایک 152 million amount کی disburse ہوئی two equal instalments میں لیکن جو باقی 427 million Dollar تھا وہ disburse نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس سال کی جو اب figures نظر آ رہی ہیں، بجٹ deficit چار کی بجائے چھ سے زیادہ نظر آ رہا ہے تو اس لئے نہ صرف stand by بلکہ ان کے تینوں agreement بمبھل گورنٹ کے 1994 کا، 1995 کا اور 1996 کا، ان میں سے کوئی agreement بھی پورا نہیں ہو سکا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ خواجہ قطب الدین۔

Khawaja Qutbuddin: Thank you, sir. Sir, many good developments have taken place since December, 1996 and the government has been able to negotiate some very good lowering arrangements with IMF and the World Bank. So I would request the honourable Minister if he could kindly apprise the House of the later developments that took place on the basis of these agreements.

ڈاکٹر صدر علی عباسی۔ جناب میں کسی گورنٹ کی اچھائی یا برائی میں نہیں جا رہا

تھامیری تو specific بات یہ تھی کہ میں نے ایک سوال پوچھا تھا I had asked for the details of the agreements signed سر تاج صاحب ہر چیز پر شروع ہو جاتے ہیں کہ اس گورنٹ نے یہ کیا آپ نے یہ کیا، آپ نے یہ کیا۔ میں اس میں نہیں جا رہا۔ میں نے صرف یہ کہا تھا کہ جو details ہیں وہ لے آئیں جو November, 1996 کی details IMF کے ساتھ caretaker government کی agreement ہے تو وہ details میں چاہ رہا تھا کہ وہ اس ہاؤس کے سامنے آپ رکھیں۔ میں اس میں نہیں جا رہا تھا کہ کس حکومت نے خراب کیا ہے اور کس نے خراب نہیں کیا ہے۔ میری تو یہ request ہے کہ آپ kindly اس کو ڈیفر کریں۔ اس میں agreements کی جو details ہیں وہ اس ہاؤس کے سامنے رکھیں۔

جناب سر تاج عزیز، اس میں جیسے ان کو معلوم ہو گا اپنے تجربے سے details کوئی نہیں ہوتیں۔ صرف ایک ہی target تھا کہ budget deficit کو reduce کرنا ہے۔ اس کے corresponding bank borrowing targets اور amount ہوتا ہے جو draw کرنا ہوتا ہے stand by agreement کا standard ہے اور اس میں جو basic agreement کے features تھے وہ میں نے ان کے سامنے پیش کر دیئے ہیں۔ اب اور کوئی مزید specific بات پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں۔

جناب ڈپٹی چیئر مین۔ جی خواجہ صاحب۔

خواجہ قطب الدین۔ اس میں یہ understand ہو رہا ہے کہ دسمبر کے بعد جو یہ

long term loaning facility 'present government' کچھ یہ standby agreement کو بھوڑ کر، acquire کر چکی ہے یا acquire کر رہی ہے۔ تو اس سلسلے میں اگر honourable Minister اس

what is the present position now, so that we should know what are the loaning arrangements with IMF.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی منسٹر صاحب۔

جناب مسرتاج عزیز۔ جناب اس میں بنیادی بات یہی تھی کہ سب سے پہلے تو حکومت کی credibility کو restore کرنا تھا۔ کیونکہ پچھلے تین سال میں budget deficit target meet نہیں ہوئے تھے تو ہر دفعہ figures کو cook up کر کے 'generate کر کے' window dress کر کے وہ پیش کئے جاتے تھے 'اگر deficit چھ تھا تو پانچ دکھایا جا رہا تھا اور ساڑھے چھ تھا تو ساڑھے پانچ دکھایا جا رہا تھا۔ اس کی وجہ ہماری جو بیرونی دنیا میں credibility تھی وہ قریباً ختم ہو چکی تھی۔ ساتھ ہی ہمارا جو track record تھا وہ اس لحاظ سے خراب تھا کہ اگر آپ تین agreement کریں اور تینوں کے تینوں سال میں drop ہو جائیں کیونکہ وہ implement نہیں ہو سکے۔ تو اس سے track record بھی متاثر ہوتا ہے اور جو international agencies میں خاص طور پر IMF 'وہ مزید جو کارروائی ہے یا گورنٹ سے relationship ہے وہ negative ہو جاتا ہے۔' توجہ فروری میں ہماری حکومت آئی اور مارچ میں IMF کی ٹیم آئی اور یہ حقائق ان کے سامنے آئے تو ہم ان کو یہ convince کرانے میں کامیاب ہوئے کہ جو budget deficit کا target ہے کہ آپ اس کو 4 percent پر لائیں اور گورنٹ borrowing جو ہے وہ کم کریں اور اسی حوالے سے balance of payment deficit کو کم کریں۔ یہ صرف جس طرح پچھلی گورنٹ والے آپ ہی کے کہنے پر taxation بڑھاتے رہے اس سے یہ مل نہیں ہو گا اور جو extra tax آپ لگائیں گے وہ revenues میں convert نہیں ہوں گے کیونکہ economy basically sluggish ہو گئی ہے 'بیٹھ گئی ہے' depressed ہے 'industrial growth rate جو ہے وہ slow ہو گیا ہے۔' تو جب تک ہم ایسے reform نہیں کریں گے جس سے اکاؤمی revive ہو گی تو یہ budget deficit کو directly کم کرنا، بجلی کے ریٹ بڑھا کر یا تیل کی قیمت بڑھا کر یا ٹیکس بڑھا کر، وہ نہیں ہو سکتا۔ تو agreement کے ذریعے جو Standby agreement ہے اس کو ایک طرف رکھ دیا گیا اور یہ کہا کہ آپ کے reform package کے basis پر جو ESAF کا

agreement ہے اس طرف ہم پیشرفت کر سکتے ہیں۔ Standby جو ہے یہ ایک stabilization agreement ہوتا ہے جس میں آپ ایسے measure لیں جس میں deficit وغیرہ کم ہوتا ہے۔ ESAP جو ہے وہ Structural reform package ہوتا ہے جس میں آپ اکانومی کو ٹھیک کریں، تب جا کر وہ ہو سکتا ہے۔ اس حوالے سے ہم اب تک چھ یا سات reform packages لاپس کیے ہیں اور اس کی basis پر میری واشنگٹن میں بھی discussions ہوئی ہیں، جس میں general consensus یہ تھا کہ یہ reform package جو ہے اس کی basis پر ESAP کا agreement ہو سکتا ہے اور اس کے لئے time table یہ ہے کہ جولائی میں بجٹ کے بعد ESAP کی terms کو review کرنے ان کی ٹیم آنے گی اور یہ اثناء اللہ ستمبر تک finalize ہو جائے گا۔ ESAP کی terms جو ہیں وہ Standby سے بہتر ہوتی ہیں، یہ آدھے یا ایک فیصد سے کم پر ملتے ہیں اس کے period بھی لمبے ہوتے ہیں، Standby جو ہے وہ 6 فیصدی پر ملتا ہے۔ تو اس لحاظ سے میں باؤس کی اطلاع کے لئے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ ان دو مہینوں میں ہماری جو relationship donor community کے ساتھ ہے اور خاص طور پر IMF, World Bank اور Asian Bank کے ساتھ اس میں بہت بنیادی تبدیلی آئی ہے، ہماری جو reform package ہے وہ اس سے بہت مطمئن ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ جو reform package ہے وہ پچھلی دفعہ کی طرح ان کے دباؤ کے نیچے نہیں ہو رہا، ہمارے home ground بلکہ اپنے initiative کے مطابق جو reforms ہیں وہ ہم ملکی مفاد میں اور معیشت کی بہتری کے لئے کر رہے ہیں اور اس کے لئے جو انہوں نے ہمیں خطوط لکھے ہیں اور جو اب تک reactions convey کئے ہیں وہ بہت ہی مثبت ہیں اور مجھے امید ہے ستمبر تک ESAP agreement پر ہمارا سمجھوتا finalize ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ اس معزز ایوان کو بتائیں گے کہ جتنے بھی مالیاتی معاملات پر معاہدے ہوتے ہیں وہ سارے نگران حکومت کے دور میں ہوتے ہیں اور نگران حکومت میں جو Finance کا فیخر ہوتا ہے، وزیر اعظم کی حیثیت سے یا وزیر خزانہ کی حیثیت سے، وہ بھی World Bank اور IMF کے لوگوں سے۔ کیا یہ کسی آزاد اور ایک sovereign ملک کو یہ زیب دیتا ہے کہ ان کے مالی معاملات جس کی وجہ سے ہم

لوگ پریشان ہیں اس کو بیرونی دنیا طے کرے۔ ایک تو مجھے اس کا جواب دیں دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے ساتھ packages دیئے ہیں کہ اکاؤنٹی revive ہو گا، میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ آپکا اس پیکیج کے باوجود IMF World Bank میں اس ملک کا مالی انحصار بڑھ رہا ہے یا کم ہوا ہے۔ آپ خود انحصاری پر جارہے ہیں یا اور زیادہ اس ملک کو IMF اور World Bank کا مقروض، ماتحت اور غلام بنا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی وزیر خزانہ صاحب۔

جناب سرتاج عزیز۔ تو اس لئے بنیادی طور پر ہم اپنا انحصار کم کر رہے ہیں اور اس کی بنیادی پالیسی تب ہی کامیاب ہوگی جب ہم اپنی ترقی کی رفتار بڑھائیں گے، اپنی برآمدات بڑھائیں گے، اپنی آمدنی بڑھائیں گے تو آہستہ آہستہ ہمارا انحصار ان پر کم ہوتا جائے گا۔ تو بنیادی جو ہماری پالیسی کا رخ ہے اس کو انہوں نے بھی appreciate کیا کہ ہم جو بھی اب reform package کر رہے ہیں وہ اپنے initiative پر کر رہے ہیں۔ ان کے دباؤ کے نیچے نہیں کر رہے ہیں نہ ان سے پوچھ کر کر رہے ہیں اور یہ میرا خیال ہے کہ خود انحصاری میں وقت لگے گا کیونکہ ہمارے قرضوں کا بوجھ اس وقت کافی ہے لیکن پالیسی یول پر ہم انشاء اللہ اپنے مفاد کے مطابق اور اپنی صوابدید کے مطابق اس پر عمل کریں گے۔ میرا جواب مثبت میں ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ بتدریج وہ ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب بزنس صاحب۔

جناب محمد طاہر بزنس۔ جناب منسٹر صاحب وہ کونسی وجوہات اور عوامل ہیں جن کی وجہ سے ہماری حکومتیں بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے سامنے بے بس ہو جاتی ہیں اور ان کی تمام شرائط ملتے پر مجبور ہوتی ہیں۔ دوسرا میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ بین الاقوامی مالیاتی ادارے ہمارے ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتے ہیں اور خارجہ پالیسی پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب منسٹر برائے خزانہ۔

جناب سرتاج عزیز۔ ویسے جو پہلا سوال ہے اس کی وجہ تو ان کو معلوم ہونی چاہئے کیونکہ ہم گزشتہ دس یا پندرہ سال سے اپنے وسائل سے زیادہ خرچ کر رہے ہیں اور قرضے بڑھاتے جا

رہے ہیں۔ بطور قوم کے ہم نہ قربانی دینے کو تیار ہیں نہ اپنے فیکس صحیح طرح ادا کرنے کو تیار ہیں۔ دنیا بھر میں ٹیکس ترقی پذیر ممالک میں GNP کا 18% ہوتے ہیں ہمارے 13% ہیں اور اس کے بعد ہماری جو برآمدات ہیں اس کی بھی حالت آپ کو معلوم ہے، درآمدات تیرہ اور برآمدات ۹ تو پار ارب کا خسارہ جو ہے وہ اس میں بھی ہے تو جب بھی ہماری اقتصادی پوزیشن کمزور ہوگی تو دوسری ایجنسیاں ظاہر ہے کہ اپنی شرائط ہم سے منوائیں گی۔ اسی لئے ہم نے اپنے پچھلے دور میں 1991 to 1993 تک IMF سے کوئی معاہدہ sign نہیں کیا کیونکہ ہم صرف وہ معاہدہ sign کرنا چاہتے ہیں جس پر ہم عمل کر سکتے ہیں۔ جو ہمارے ملکی مفاد میں ہو اور اب بھی ہم اسی پالیسی پر کاربند ہیں۔ باقی حکومت کی جو موجودہ سیاسی پوزیشن ہے وہ بھی خدا کے فضل سے مضبوط ہے تو اس میں ظاہر ہے کہ جو IMF کا دائرہ کار ہے وہ اصولی طور پر تو صرف اقتصادی مسئلوں پر ہے لیکن جب حالات ایسے ہوں تو کچھ نہ کچھ indirectly وہ اپنے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ہم اپنے ہی ایجنڈے پر کاربند ہیں اور انشاء اللہ ایسا کوئی دباؤ یا پریشر برداشت نہیں کریں گے جو ہمارے ملکی مفاد میں نہ ہو۔

Mr. Deputy Chairman: Yes last supplementary

کافی سہلیمنٹری ہو گئے ہیں جناب تاج حیدر صاحب آخری ضمنی سوال۔

جناب تاج حیدر۔ جناب عالی بہر حال محترم وزیر خزانہ نے مدعا سنا دیا ہے 6% deficit کا۔ اب actual جتنے بھی ہوتے ہیں وہ خیر دیکھے جائیں گے۔ بہر حال ایک فرق ہے standby agreement میں اور ESAF کے اندر stand by agreement میں تسلیم کرتا ہوں کہ صرف deficits تک محدود ہے اور اس کے اندر دیگر شرائط نہیں ہوتیں ESAF کے اندر بہت لمبی چوڑی شرائط ہوتی ہیں جس میں tariffs اور utility charges اور یہ تمام ہوتے ہیں۔ جناب عالی میں نے اس ہاؤس میں نگران حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ جتنے بھی ESAF agreements sign کئے گئے ہیں، جو ایکشن کے دن تک یہاں پر sign کئے گئے ہیں 16 November, 1988 کو، وہ رکھے جائیں تاکہ ان شرائط کا جائزہ لیا جاسکے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت ESAF جو sign کرنے جا رہی ہے، اس سلسلے میں جو شرائط اس کے اندر ہیں ان کو ابھی سے پورا کر رہی ہے مثلاً یہ کہ utility charges بڑھانے گئے ہیں، Tariff reductions کرائے گئے ہیں۔ ایک طرف deficit

کم کرنے کی بات کی جاتی ہے دوسری طرف tariff کو 44% بڑھایا جاتا ہے۔ میں کیا درخواست کر سکتا ہوں وزیر خزانہ سے کہ جو ESAF کے سلسلے میں negotiations ہو رہی ہیں، جو شرائط قبول کی جا رہی ہیں، وہ ایوان سمجھتا ہے کہ سراسر ملک کے مفاد کے خلاف ہیں tariff reductions اور یہ تمام چیزیں، کیا وہ ایوان کے سامنے پیش کریں گے اور کیا پرانے agreements اس سلسلے میں جو کہ نگران حکومتوں نے کئے ہیں وہ ایوان کے سامنے رکھے جاسکتے ہیں۔

جناب سرستاج عزیز۔ جناب والا! سب سے پہلے تو میں اس کی وضاحت کروں کہ ابھی تک IMF نے کوئی شرائط ہمارے سامنے پیش نہیں کی ہیں۔ ہم نے جتنی reforms کی ہیں، اپنی صوابدید اور ملکی مفاد میں کی ہیں اور اپنی business community کے مشورے سے اور overall مختلف محکموں کے مشوروں سے کئے ہیں۔ اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ جس طریقے سے آپ کی پچھلی حکومت نے سو ارب روپے کے تے ٹیکس لگائے، پہلی دفعہ ہماری تاریخ میں یہ ہوا کہ ہمارا industrial growth rate سات فیصدی average سے کم ہو کر 2 فیصد سے بھی کم رہ گیا۔ کبھی بھی ہماری تاریخ میں یہ نہیں ہوا کہ non-agriculture growth average GDP growth rate سے کم ہو۔ بجلی کا نرخ double کیا گیا۔ ہم جب سے آئے ہیں، ہم نے کون سے نرخ اس وجہ سے بڑھائے ہیں۔ اسی طرح گیس کے نرخ بڑھائے گئے، cost of raw material بڑھایا گیا۔ تیس، پینتیس فیصد devaluation کی گئی۔ اس وقت جو شرائط تھیں اور میں تیار ہوں اگر آپ کہیں گے تو ان کا جو agreement تھا 1994ء کا وہ آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔ اور جس طریقے سے IMF کی day to day issues پر interference شروع کرا دی گئی تھی، اس کی مثال نہیں ملتی۔ وہ میں نے آ کر ختم کیا کہ آپ مہربانی کریں، جناب چیئرمین! ان کے representative کے پاس فائلیں تک جاتی تھیں کہ یہ ٹھیک ہے یا ٹھیک نہیں ہے اور اب وہ کھڑے ہو کر پوچھتے ہیں کہ جی آپ نے کون سی شرائط منظور کی ہیں۔ مجھے تو حیرت ہے کہ اس پارٹی کے اپنے ممبران کو معلوم نہیں کہ اس وقت کیا ہو رہا تھا اور کس طریقے سے ملکی ساکھ کو داؤ پر لگایا جا رہا تھا اور اب کہتے ہیں کہ آپ شرطیں مان رہے ہیں۔ میں نے جس طرح کہا ہے کہ اب تک ہم نے جتنی reforms کی ہیں، میں ان کو IMF کے Managing Director کا خط دکھا دیتا ہوں جو یہاں مجھے ملا ہے کہ ہمیں خوشی اس بات کی ہے کہ آپ نے اپنے initiative سے ساری reforms کی ہیں اور کاش کہ دوسرے ملک بھی اس قسم کی باتیں کریں۔

(تالیان)

اور جب agreement sign ہو گا تو میں ان کو بتا دوں گا کہ اس میں ایک چیز بھی ایسی نہیں ہو گی جو ملکی مفاد کے منافی ہو۔ ہم جو کچھ بھی کریں گے ملکی مفاد میں کریں گے اور ان کو میں دعوے سے اس وقت چیلنج کروں گا کہ آ کر بتا دیں کہ اس میں کیا چیز ہے جو ہمارے ملکی مفاد کے خلاف ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی جناب اعلیٰ سوال نمبر 112۔

112. * Dr. Safdar Ali Abbasi. Will the Minister Incharge of the Establishment Division be pleased to state:

(a) the names of the officers re-employed after retirement since November, 5,1996; and

(b) the reasons for their re-employees

Minister Incharge of the Establishment Division: (a) The names of such civil servants are shown at Annex-I.

(b) They were re-employed in public interest.

Annex-I

NAME OF RETIRED CIVIL SERVANTS WHO HAVE BEEN RE-EMPLOYED
SINCE 5-11-1996

S.NO.	NAME
1.	Dr. Ishfaq Ahmad
2.	Mr. Agha Nasir
3.	Dr. Mahmood Ahmad
4.	Mr. Shamim Ahmad Khan
5.	Mr. Muhammad Nawaz Malik

S.NO.	NAME
6.	Mr. Nazir Ahmed Malik
7.	Mr. Mukhtar Ali Khan
8.	Mr. Fazal Ahmad
9.	Dr. G M. Malik
10.	Mr. Nisar Ali Agha
11.	Syed Mansoor Alam Aquil
12.	Raja Muhammad Abdullah
13.	Mr. Nazir Ahmad
14.	Mr. Muhammad Saeed
15.	Mr. Riaz Mehmood
16.	Mian Akhtar Ali
17.	Mr. M. Salim Qureshi
18.	Raja Muhammad Nawaz Khan

ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب والا! میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ تقریباً اٹھارہ لوگوں کو re-employ کیا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس بات پر بہت criticism ہوتا رہا ہے، پمبلی گورنمنٹ پر، میں کوئی خاص نام نہیں لوں گا کہ re-employment کیوں ہوتی ہے؟ جو civil servants retire ہو جائیں تو ان کو ریٹائر ہو جانا چاہئے، پہلا سوال یہ ہے۔ دوسرا اس سے relate کرتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ they were re-employed in public interest یہ public interest کیا ہے۔ اور یہ public interest میں off hand صرف تین نام آ رہے ہیں۔ ڈاکٹر اشفاق احمد، شمیم احمد خان اور میاں اختر علی۔ ان کے کیسز میں کیا public interest What was public interest involved in their re-employment?

جناب ڈپٹی چیئرمین جی جناب وزیر صاحب۔

Mr. Mushahid Hussain: There are two aspects to the question of

the honourable Senator

ہملا یہ کہ قانون کے تحت ایک سول سرونٹ ایکٹ پاس کیا تھا پارلیمنٹ نے 1973ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو صاحب وزیر اعظم تھے۔ تو اس ایکٹ کی کلاز 14 کے تحت re-employment of civil servants is justified under the law اور اس میں کلاز یہی ہے کہ in the public interest جس کو operationally define کیا جاتا ہے، وہ لوگ جن کے پاس خاص تجربہ ہو، خاص experience ہو، ان کو لایا جاتا ہے۔ expertise کی بنیاد پر، اب اس میں اٹھارہ کی لسٹ ہے، اب ڈاکٹر اشفاق احمد صاحب، is Chairman, Pakistan Atomic Energy Commission, اپنی فیلڈ میں، ڈاکٹر محمود احمد صاحب ڈائریکٹر جنرل ہیں PIMS کے، Pakistan Institute of Medical Sciences کے، پھر ایک اور نذیر احمد صاحب ہیں جو specialist ہیں، national documentation centre میں ان کو رکھا گیا ہے۔ تو ایسے لوگوں کو ان کی expertise کی بنیاد پر رکھا گیا ہے۔ اور اٹھارہ میں سے آٹھ لوگ ایسے ہیں جن کو احتساب کمشنر کے آفس میں re-employ کیا گیا ہے۔ تو احتساب کا عمل شروع کرنا تو یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ضروری ہے اور پوری قوم سمجھتی ہے کہ ضروری ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب والا! جن لوگوں کو انہوں نے re-employ کیا ہے، کیا ان کے بغیر احتساب کا عمل جاری نہیں رہ سکتا۔

جناب مشاہد حسین، جی وہ اس کو اور فعال بنائیں گے، تیز کریں گے اور مضبوط کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی جناب۔

Qazi Muhammad Anwar: Sir, my question on this is that though a list of 18 persons has been given, their designations, their departments, their terms of re-employment, after their retirement have not given because the re-employment, as Section 14 of the Civil Servants Act is only on the contract and that is once the suitable person is not available in the department and the person retiring is indispensable. There has to be a summary, for that matter

that man is indispensable and that within the department you don't have the suitable person. Only then a person retiring can be re-employed and that too on the contract basis, a term of the contract has to be disclosed. No details are here. Only the names of 18 persons are there without their designation, without department, what justification of their re-employment?

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی جناب وزیر صاحب۔

جناب مشاہد حسین : جناب والا! سینئر ڈاکٹر صدر علی عباسی صاحب نے جو سوال

the names of the officers exact جواب دے دیا گیا ہے۔ اس میں تھا کہ re-employed after retirement اور ان کی re-employment کی وجوہات کیا ہیں۔ تو ان کے نام تھے، ان کی terms of contract کا سوال نہیں پوچھا گیا۔ لیکن اگر یہ چاہتے ہیں کہ تفصیلی لسٹ ہو تو میرے پاس وہ لسٹ بھی موجود ہے کہ وہ لوگ کون ہیں، ان کا عہدہ کیا ہے اور کب تک ان کا contract ہے۔ آپ سوال پوچھیں تو اس کا پورا جواب دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی مندوخیل صاحب۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا

ہوں کہ یہ re-employment جو ہو رہی ہے اٹھارہ لوگوں کی، اور جو پچھلا دور انہوں نے گزارا ہے، اس میں ان کا character دیکھا جاتا ہے۔ پہلی بات، دوسری بات یہ ہے کہ یہ re-employment ایک دفعہ ہوتی ہے، دو دفعہ ہوتی ہے یا تین دفعہ ہوتی ہے۔ وہ ٹھیک ہے پچھلے قانون میں ہے کہ re-employment اس کے تجربے کی بنیاد پر ہو۔ کیا اس چیز میں اس کا character بھی دیکھ کر re-employment کی جاتی ہے یا دو سے زیادہ دفعہ بھی ان کو re-employ کیا جاتا ہے۔

جناب مشاہد حسین : جناب والا! character کی term بہت broad term ہے، اس

سلسلے میں جو قانون میں ہے it is in the public interest جس میں experience and expertise count کرتی ہیں۔ Character کی تو بہت broad definition ہوتی ہے۔ باقی یہ جو لوگ ہیں غالباً ان کو پہلی دفعہ ہی re-employ کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی، جناب والا! جو افسران ریٹائرمنٹ کے بعد دوبارہ بھرتی کئے گئے ہیں، آیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ یہ پشٹن دو دفعہ لیں گے یا پہلی پشٹن پر ہی چلیں گے یا دوبارہ پشٹن لینے کے یہ ہمار ہوں گے۔

جناب مشاہد حسین، جناب والا! یہ سوال بڑا technical ہے، یہ میں AGPR سے پوچھ کر جتا سکتا ہوں کہ کیا ان کو پشٹن کے علاوہ salary علیحدہ ملے گی یا کیا technical سلسلہ ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی جناب سرانجام صاحب۔ آخری سپلیمنٹری۔

جناب سرانجام خان، جناب والا! یہ بہت اہم بات ہے کہ جہاں ملک میں employment کی بہت کمی ہے اور جو لوگ ریٹائر ہو جاتے ہیں، ان کو پشٹن بھی ملتی ہے، ان کو facilities بھی ملتی ہیں۔ تو کیا یہ ضروری ہے کہ ان کو پھر re-employ کریں، کیونکہ ان کے پیچھے جو لوگ ہیں وہ بھی expert ہوتے ہیں، تو ان experties کا کیا ہو گا، اگر یہ ایسا نہ کریں تو آہستہ آہستہ یہ employment کا مسئلہ حل ہوتا جانے گا۔ چہ جائے کہ ان لوگوں نے تیس تیس سال عیش کے گزارے ہیں، expert بن گئے ہیں، تو ان کے پیچھے آنے والے جو لوگ ہیں، کیا وہ expert نہیں ہیں کہ وہ ان سیٹوں پر آئیں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ re-employment جو ایک وہاب کی شکل اختیار کر گئی ہے، میرے خیال میں اس کو ختم ہونا چاہئے، یہ قانون جو ہے اس کو ترمیم لا کر ختم کرنا چاہئے۔

جناب مشاہد حسین، جناب والا! Civil Servants Act کو amend کیا so there should be no re-employment وہ نیا قانون بنالیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی اگلا سوال نمبر 113۔

113. *Dr. Safdar Ali Abbasi. Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the details of palm oil shipments into Pakistan during 1996-97 indicating also its C & F rate?

Reply not received.

ڈاکٹر صدر علی عباسی ، جناب والا! 113 sir, again reply not received. میں نے تو آج شکر کیا تھا کہ آج پہلی دفعہ میرے سوال کا جواب آئے گا۔

جناب سرتاج عزیز ، جناب والا! اس کا اور اگلے سوال کا جواب rota day پر انشاء اللہ دے دیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، جناب وزیر صاحب آپ تیاری کریں۔

جناب سرتاج عزیز ، جناب والا! تیاری کی بات نہیں ہے، یہ جو information مانگتے

ہیں کہ the number of oil shipments indicating the C & S fares یہ detailed سوال ہے کیونکہ سینکڑوں کے حساب سے shipments ہوتی ہیں ، CBR نے کسٹم ہاؤسز سے information مانگی ہوئی ہے اور سنا ہے کہ آج پہنچ گئی ہے لیکن اتنی نہیں تھی کہ یہاں آجائی۔

ڈاکٹر صدر علی عباسی ، جناب والا! میں نے صرف ایک سال کی تفصیل مانگی ہے۔

1996-1997

جناب سرتاج عزیز ، لیکن اس کے ساتھ latest بھی ہے ناں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، Deferred جی۔ جی اگلا سوال نمبر 114

حاجی جاوید اقبال عباسی ، جناب والا! اس کا جواب بھی نہیں آیا ہے جی۔ اور

میں عرض کروں گا کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب یہاں تشریف فرما ہیں، مجھے امید ہے کہ جلد ہی اس کا جواب آ جائے گا۔ لیکن میں آپ سے عرض کروں گا کہ میرے اکثر سوالات جن محکموں سے جن وزارتوں سے کئے گئے ہیں، ان کے جواب میں یہی لکھا گیا ہے، آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں کہ ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، جی وزیر خزانہ آپ کہہ رہے ہیں کہ next rota day

جواب دیں گے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ اس سے پہلے بھی میرے اکثر سوالوں پر یہی لکھا گیا

ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

(مداخلت)

جناب سرتاج عزیز۔ 155 جی۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ سب سے پہلی میری گزارش تو یہ ہے کہ اگر عارضی طور پر آپ میری نشست اس طرف کر دیں تو میں آپ کی نظر میں رہوں گا ورنہ عموماً نظر سے دور رہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں جی آپ میری نظر میں ہر وقت ہیں۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اس سوالات کے وقفے میں supplementaries کی زیادہ اجازت دی جائے کیونکہ آج اتفاق سے اگر آپ یہ جوابات دیکھیں گے تو سوال 98 کا جواب نہیں آیا، سوال 113 کا جواب نہیں آیا، سوال 116 کا جواب نہیں آیا، ہاں 114 بھی نہیں ہے، پھر 117 کا جواب نہیں آیا، 118 کا جواب نہیں آیا، 119 کا جواب نہیں آیا، 120 کا جواب نہیں آیا۔ حالانکہ تفصیل کوئی ایسی زیادہ نہیں مانگی گئی تھی۔ مگر غالباً کوئی چیز ہے جس کی پردہ داری ہے کہ حکومت نے اس کے جوابات نہیں دیئے۔ لہذا میری گزارش یہ ہے کہ آپ زیادہ supplementaries کرنے کے لئے اجازت دیں اور کبھی کبھار اس طرف بھی دیکھ لیں جناب نواز شریف۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اس وقت آپ کی طرف ہی دیکھ رہے ہیں اور supplementary سات، سات، آٹھ، آٹھ کر رہے ہیں، تین کی اجازت ہے، سات، آٹھ کر رہے ہیں۔ شاید آپ متوجہ نہ ہوں گے۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ نہ جناب اگر آپ میری طرف دیکھ لیتے تو میری تسلی ہو جاتی۔ میں سوال بھی نہ پوچھتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی بالکل دیکھیں گے thank you جی، جی، جی۔

114. *Haji Javed Iqbal Abbasi: Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the reasons for the arrest of Mr. Khalid Latif Chairman, Allied Bank?

Mr. Sartaj Aziz. The information is being collected from the FIA. As soon as it is received it will be placed before the Senate.

Qazi Muhammad Anwar :- Question 114. It was in respect of the arrest of Khalid Latif, perhaps the Minister is knowing that he has been released since, it is in a newspaper that he is being received by his employees. Here the question was that why he was arrested, the cause was asked. The Minister said the information is being collected. The Minister should know that he has been released since and he has resumed as the President of the Allied Bank of Pakistan. Is the Minister aware of that. It is coming in the newspaper. We are reading in the newspaper that he has been received by his employees.

Mr. Sartaj Aziz :- Of course I am aware. But he is asking why was he arrested at that time? The reasons are, we have to give those reasons and next week I will give that.

Mr. Deputy Chairman: Next question is No. 115, Syed Iqbal Haider.

115. *Syed Iqbal Haider: Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the total number of income tax assesseees in the country and the amount of income tax actually collected by the government during the year 1995-96, with province-wise break-up;

(b) the total number of wealth-tax assesseees in the country and the amount of wealth-tax as well as agriculture wealth-tax actually collected by the government during the year 1995-96 with province-wise break-up;

(c) the total number of excise tax assesseees in the country and the

amount of excise tax actually collected by the government during the year 1995-96 with province-wise break-up; and

(d) the total number of sales-tax assesseees in the country and the amount of sales tax actually collected by the Government during the year 1995-96, with province-wise break-up?

Mr. Sartaj Aziz: (a) Province-wise break up of number of Income Tax assesseees as on 30-6-1996

(i) Punjab (including Islamabad)	964,269
(ii) Sindh	509,330
(ii) NWFP	121,824
(iv) Balochistan.	19,976

Total: 16,16,399/-

(ii). Province-wise break-up of Income Tax collection during fiscal year 1995-96:

	(Rs. in Millions)
(i) Punjab (including Islamabad.	24,670.7
(ii) Sindh.	46,599.5
(iii) NWFP.	2,374.0
iv) Balochistan.	1,391.8

(b) For the assessment year 1995-96 total number of welth tax assesseees was 185,744 and wealth tax collection Rs.1784.8 millions .Amount of wealth tax paid on agricultural assets was Rs.2.82 million.

(c) The total number of Central Excise assesseees in the country is 4475. The amount of Central Excise duty collected during the year 1995-96 is Rs.

Rs. 51114.374 million. Province-wise break-up is as under:-

Province	Cultural Excise Revenue collected during 1995-96 (Rs. in million)
Punjab	26116.461
Sindh	16513.383
N.W.F.P.	5709.115
Balochistan	2775.415
Total:	<u>51114.374</u>

(d) The total number of sales tax assessees upto March, 1997 was 30559. The amount of sales tax collected during 1995 -96 and its province-wise break-up is as under:-

	(Rs. in million)
Punjab	13,871.10
Sindh	30,882.80
N.W.F.P.	2,728.60
Balochistan	2,357.90
	<u>49,840.40</u>

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary?

Syed Iqbal Haider: Supplementary is that as the honourable Minister would appreciate through his own reply that the higher is the number of the tax assessees. What is the justification that the higher is the number of tax assessees,

lower is the collection of the taxes. I give you example in Punjab which is more than 60% of our population or rather 66% of population, has assessee only 125000. The income tax paid by 964,000 is only 24 Billion, whereas in Sindh Sir, the number of assessee is only 5,9000 in comparison to 12,50000 of Punjab, almost half is the number of assessee in Sindh and the tax recovery is almost double.

Sir, same is the situation between Baluchistan and N.W.F.P. The number of assessee in N.W.F.P. is 1,21,000, but the recovery of income tax is only 2,374.0 Million whereas in Baluchistan Sir, number of assessee is only 19,000 but the recovery of tax is almost half of N.W.F.P. that is 1,391.8 Million. My contention is that there is something seriously wrong with these two Provinces of Punjab and N.W.F.P. who appear to be habitual tax evaders, what is the justification that such a low recoveries are made by "zindadila-e-Punjab"

زندہ دلاں پنجاب ذرا ٹیکس دینے میں بھی زندہ دلی کا ثبوت دیں اور میں تو اب یہ کہوں گا ان figures کی بات ہے کہ اب این ایف سی ایوارڈ جو ہے وہ پاپولیشن کی بنیاد پر نہ ہوں بلکہ جو صوبہ جتنا زیادہ ٹیکس دیتا ہے اس کا شیر اس کے مطابق ہونا چاہئے۔ یہ میرا سوال ہے کہ اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ منسٹر فنانس۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب چیئرمین! مجھے خوشی ہے کہ سینئر صاحب ریسرچ کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور وہ investigative سوال پوچھ رہے ہیں کہ یہ کیسے ہوا۔ لیکن اس میں انہیں ذرا آگے جانے کی ضرورت ہو گی کہ وہ حقیقت کو صحیح طور پر سمجھ سکیں۔ جو پہلا سوال ہے کہ number of tax payers اس کا تعلق پوری طرح دوسرے سے نہیں ہے۔ کیونکہ اس میکارپوریٹ ٹیکس بھی شامل ہے جو کمپنیاں دیتی ہیں۔ مثلاً بے شمار کمپنیاں ہیں جن کے رجسٹرڈ آفس جو ہیں وہ کراچی میں ہیں حالانکہ ان کی cells اور بزنس سارے ملک میں ہیں۔ تاکہ میں آپ

کو تفصیل دے دوں گا کہ 80% وہ کراچی میں ہیں۔ تو بزنس ان کا سارے ملک میں ہوتا ہے۔ لیکن ان کی انکم ٹیکس assessment جو ہے وہ کراچی میں ہوتی ہے۔ اس طریقے سے ہماری انکم ٹیکس میں اب بے شمار رقم جو ہے وہ withholding tax کے ذریعے آتی ہے۔ ایکسپورٹ میں بھی اور امپورٹ پر بھی۔ تو وہ بھی جو رقم ہے withholding tax کی جو انکم ٹیکس زمرے میں آتی ہیں اگر ایکسپورٹ جو ہے وہ ایکسپورٹ کرتا ہے تو 1% وہ دے دے تو وہ اس کا انکم ٹیکس شمار ہوتا ہے۔ اس طرح امپورٹ جو ہے وہ عین دو اب چار بلکہ پانچ فیصد وہ اس سے withholding tax ہے جو انکم ٹیکس کے زمرے میں آتی ہے۔ تو کراچی میں جو ٹیکس collect ہوتا ہے۔ وہ صرف کراچی کے tax payers کے behalf پر نہیں ہوتا بلکہ وہ تمام کے behalf پر ہوتا ہے۔ اس لیے یہ جو figure انہوں نے دی ہے۔ کہ وہ اتنے tax payer کو multiply کر دیں، صحیح نہیں ہے۔ اگر وہ دلچسپی رکھتے ہیں تو کسی روز سی بی آر میں ہمارے ساتھ آجائیں ہم ان کو مزید تفصیل بتا دیں گے اور ان کی tax evasion کی بات یعنی یہ کہنا کہ کراچی میں tax evasion کم ہے اور پنجاب میں زیادہ ہے یہ میرے خیال میں درست نہیں ہے۔

سید اقبال حیدر۔ اگر یہی logic ہے تو پھر سیز ٹیکس کا بھی آپ مجھے توجیح بتا دیں۔ کیونکہ سیز ٹیکس تو ہیڈ کوارٹر کا سوال نہیں ہے۔

66 percent population is only paying 13871 million whereas, one of the smallest, in comparison to Punjab, Sindh population is one third. We are paying 13882 million. It is almost tripple the amount of sales tax is being paid from Sindh in comparison to Punjab, where as the population of Punjab is almost three times more than Sindh. This is my grievance sir. It is not being collected deliberately, they are being exempted, that I do not know for what reason.

جناب سمرتاج عزیز۔ اس میں بھی جو explanation ہے partially وہی ہے کیونکہ 60% sales tax جو ہے وہ امپورٹ سٹج پر collect ہوتا ہے۔ اور صرف 40% جو ہے۔ وہ directly manufacturing پر اور ہول سیل پر collect ہوتا ہے۔ اس لیے جو import related sales tax ہے وہ تو ظاہر ہے کراچی میں ہوگا۔ لیکن اس میں اگر یہ مزید تفصیلات

چاہیں گے تو میں ان کو provide کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن ان کے جو conclusions ہیں analysis میں وہ صحیح نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - محمد انور صاحب -

چوہدری محمد انور بھنڈر - جناب پارٹ (سی) کا جس کے متعلق بہت زور سے سلیمشری سوال اقبال حیدر صاحب نے پوچھا - اس میں central excise revenue collected during 1995-96 تو کیا یہ حقیقت ہے کہ ایکسائز کی انکم جو ہے وہ وہاں بندرگاہ ہونے کی وجہ سے زیادہ ہے اور پنجاب میں چونکہ کوئی بندرگاہ نہیں ہے - اس لیے ایکسائز کی انکم ظاہر ہے کہ کراچی میں زیادہ ہو گی اور پنجاب میں کم ہو گی - کیا یہ درست ہے؟

Syed Iqbal Haider: So all the duties are paid in the respective dry ports, so there is no question of any benefit to Karachi on account of the sea port because all the clearance of the consignments are now taking place in the dry ports of the respective provinces.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Not necessarily, not necessarily.

جناب ڈپٹی چیئرمین - خواجہ صاحب -

خواجہ قطب الدین - میں ذرا بات کر لوں - جناب یہ بڑا اچھا سوال ہے - یہ ملک کی tax collection کے سلسلے میں - میرے خیال سے اگر سینیٹر اقبال حیدر صاحب نے یہ سوال اٹھایا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی چیزیں سامنے آتی ہیں - ایک تو tax collection اگر ہم اس چیز کو چھوڑ دیں کہ tax evasion ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا بلکہ یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ the potential of collecting more taxes from Punjab is there میں آپ کی attention (بی) کی طرف کرنا چاہتا ہوں wealth tax collection میں - میں honourable minister سے پوچھنا چاہتا ہوں 'wealth tax collection جو ویسے ہوا ہے 1.7 ہوا ہے almost 1.8 billion collect ہے non agricultural sector سے اور جو wealth tax collect ہوا ہے agricultural assets سے it is only 2.82 million, it is very dismally low میں آئریبل منسٹر سے پوچھنا چاہتا ہوں

wealth tax almost 1.8 billion non-agricultural sector collect ہوا ہے اور جو
 It is only 2.82 millions. It is very wealth tax collect سے agricultural assets
 dismally low. ہم بار بار کئی سال سے یہی کہتے آئے ہیں کہ agricultural income پر ٹیکس عائد
 کریں 'wealth پر ٹیکس عائد کریں اور ہر وقت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ چیز ہم کر رہے ہیں اور
 کرنے والے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ آج بھی agricultural wealth tax اتنا کم realise ہو رہا
 ہے جبکہ وہ اتنا بڑا سیکٹر ہے۔ لہذا آئریبل منسٹر اس پر روشنی ڈالیں۔

جناب مسرتاج عزیز۔ اس میں جیسا کہ فاضل ممبر کو معلوم ہوگا کہ agricultural
 wealth tax ایک ملین سے زیادہ کے assets پر لیا جاتا ہے اور یہ پی آئی یو پر based ہے اور
 پی آئی یو کا انڈکس 400 روپے فی پی آئی یو ہے اس لحاظ سے جہاں پر ڈھائی ہزار پی آئی یو
 یا ان سے زیادہ ہوں تو اس پر لگتا ہے اور اس میں سے ایک، dwelling House, tractor،
 standing trees and a pick up which is for agriculture and a motor vehicle is
 exempted اس میں ہم نے صوبائی حکومتوں سے رابطہ کیا ہے کہ اس سال جو collection ہوئی
 ہے وہ بہت کم ہے اس کا ازالہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ اس کی recovery صحیح ہو۔ جیسا کہ
 فاضل ممبر کو معلوم ہوگا کہ ویتھ ٹیکس کے علاوہ اس سال سے انکم ٹیکس بھی فی ایکڑ کے
 حساب سے پنجاب اور سندھ میں لگ چکا ہے۔

جناب شفقت محمود۔ جناب والا! میرا وزیر خزانہ صاحب سے سوال ہے کہ اگر
 اعداد و شمار دیکھے جائیں تو 13 کروڑ کی آبادی میں سے اس وقت 16 لاکھ انکم ٹیکس کے
 assessee ہیں اور اس کے بعد اگر آپ wealth tax دیکھیں تو ایک لاکھ پچاسی ہزار اس
 کے assessee ہیں اور صرف چار ہزار چار سو پچھتر سنٹرل ایکسائز کے assessee ہیں۔
 finances and resources کے مسئلے کے متعلق بہت باتیں کی جاتی ہیں، حکومت کے پاس کیا
 سکیم ہے کہ یہ جو سو لاکھ assessee ہیں ان کو بتیس یا چالیس لاکھ کیا جائے یعنی بہت کم
 assessee ہیں لہذا حکومت کے پاس اس base کو بڑھانے کی کیا سکیم ہے

جناب مسرتاج عزیز۔ جناب چیئرمین! معزز رکن کو یاد ہوگا کہ 28 مارچ کو جو ہم
 نے economic recovery and tax reforms package دیا تھا اس میں قانون کی دو نئی

تبدیلیاں کی گئیں۔ ایک یہ ہے کہ ہر وہ شہری جس کے پاس 250 square meter سے زیادہ ہو جس کے پاس گاڑی ہو یا ٹیلی فون کنکشن ہو وہ انکم ٹیکس ریٹرن ضرور فائل کرے۔ اسی طریقے wealth tax کے لئے limits زیادہ ہیں کہ گاڑی سو سو سی سی سے زیادہ ہو اور جائیداد کی حد بھی اس سے زیادہ ہے، وہ ویٹھ ٹیکس ریٹرن ضرور فائل کرے گا۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہوگا اس وقت ہمارے ہاں property owners چھبیس لاکھ ہیں اسی طرح ٹوٹل گاڑیاں پچیس اور تیس لاکھ کے قریب ہیں جیسے ہی اگلے سال سے ہمارا یہ نظام چلنا شروع ہوگا اور اس کے لئے ہم ایک بہت بڑے سکیل پر data base develop کر رہے ہیں کہ جتنی گاڑیاں ہیں وہ ایک کمپیوٹر نمبر کے ذریعے ٹیکس نمبر سے لنک ہوں گی جتنے مکان ہیں وہ لنک ہوں گے جتنے ٹیلی فون کنکشن ہیں وہ لنک ہوں گے تو اس حوالے سے جو بھی اونر اپنی ٹیکس ریٹرن فائل نہیں کرے گا وہ اس نظام میں قابل گرفت ہوگا اور معلوم ہو جائے گا کہ اس نے ریٹرن فائل نہیں کی۔ آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ اگلے سال کم از کم پچاس فیصدی tax payers list میں اضافہ ہوگا اور اس کی تفصیل انشاء اللہ میں بجٹ کے ساتھ بھی اعلان کروں گا اور آئندہ بھی آئے گی اور tax base broaden کرنے کے لئے یہ ایک بہت ہی اہم اقدام ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Next Question No. 116- Syed Qasim Shah.

116. * Syed Qasim Shah: Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to reduce the number of branches of the nationalized banks in NWFP, if so the number of the employees to be laid off?

Mr. Sartaj Aziz: The information is being collected. On receipt, it will be placed on the table of the House.

Mr. Deputy Chairman: Supplementary question.

سید قاسم شاہ۔ جناب میرا سوال جو ہے اس میں چونکہ وزیر صاحب نے کہا ہے کہ معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں لیکن سوال جو میرا تھا اس میں میں سمجھتا ہوں کہ وزیر صاحب اگر مناسب سمجھیں، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قومیائے گئے بنکوں کی جو شاخیں ہیں اس میں ضرور ان

کی تجویز ہے کہ ان میں کوئی کمی کی جا رہی ہے تو اگر ایسا ہے تو کیا اس کا جو criterion ہے وہ اربن اور rural کا ایک ہی پالیسی میں لیں گے یا علیحدہ علیحدہ لیں گے۔

جناب مسرتاج عزیز، اس میں جی میں عرض کروں۔

(مدافعت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی ڈاکٹر حنی صاحب آپ پچھلے سوال پر ضمنی پوچھنا

چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر عبداللہ بلوچ۔ جی ہاں جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ چلیں پوچھیں۔

ڈاکٹر عبداللہ بلوچ۔ میرا وزیر موصوف سے آپ کی اجازت سے ضمنی سوال یہ ہے

کہ اس ملک میں ٹیکس evasion کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کاروباری لوگ اور بڑے بڑے جاگیردار جو transaction کرتے ہیں وہ بنکوں کے ذریعے نہیں کرتے ہیں بنکوں میں کوئی account نہیں ہے۔ بنکوں کے ذریعے یا cheques کے ذریعے نہیں ہوتا ہے اسی لئے وہ بچ جاتے ہیں۔ اگر کوئی پار کروڑ کا اناج منڈی میں بیچتا ہے تب بھی وہ privately اس کو پیسے مل جاتے ہیں اور اگر کوئی کاروباری آدمی ایک لاکھ روپے مہینے کا کھاتا ہے وہ بھی بنک کے ذریعے نہیں ہوتا ہے وہ اپنے طور پر پیسہ وصول کر لیتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال ان سے یہ ہے کہ جیسے دنیا کے دوسرے جدید ممالک میں بنکوں کے ذریعے transaction ہوتے ہیں یا جاگیرداری نظام کے حوالے سے یعنی زمینداروں کے لئے اگر یہ اس پر غور فرمائیں کہ taxation جو ہے یہ جو کاروباری حضرات ہیں یہ بنک کے ذریعے اپنا کاروبار کریں بنک کے ذریعے اور cheques کے ذریعے ایک دوسرے کو واجبات دیں ایک۔ دوسرا یہ کہ ہمارا ضمنی سوال یہ ہے کہ بلوچستان کے لوگ NFC Award سے مطمئن نہیں ہیں ہمارے لوگ چاہتے ہیں کہ یہاں جو divisible pool ہے اسمیں کم از کم جہاں آبادی کو رکھا گیا ہے وہاں رقبے کو بھی رکھنا چاہئے۔ کم از کم 50 percent آبادی کی بنیاد پر کم از کم 50 فی صدی رقبے کی بنیاد پر ہونا چاہئے تاکہ جو less developed areas ہیں وہ بھی ملک کے باقی علاقوں کے برابر آجائیں کیا اس پر غور کریں گے۔

جناب مسرتاج عزیز، جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے وہ تجویز ہے سوال نہیں

ہے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی تجاویز ہمارے سامنے ہیں کہ documentation کو بڑھایا جائے اور زیادہ سے زیادہ economy جو ہے وہ cheque base پر ہو تاکہ evasion نہ ہو تجویز ابھی ہے لیکن بتدریج اس پر کیسے عمل کیا جائے اس پر ہم انتہاء اللہ غور کر رہے ہیں۔

دوسرا سوال جو ہے it does not arise from this question کسی صحیح موقع پر اگر NFC کے بارے میں سوال پوچھنا چاہیں تو میں جواب دینے کو تیار ہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شیخ رفیق صاحب۔

شیخ رفیق احمد۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ May I suggest to the Finance Minister,

کہ آپ سارا جائزہ لیں اور وہ national کمپنیاں اور بنکس جو پاکستان کے سرمائے سے لگی ہیں کیا وہ اس proportion سے جس proportion سے صوبوں کی آبادی ہے وہ ان صوبوں میں لائی جا سکتی ہیں تاکہ وہ صوبے comparatively زیادہ ٹیکس دے سکیں۔

جناب سمرتاج عزیز، جناب چیئرمین! یہ بھی ایک تجویز ہے سوال نہیں ہے I have

noted it down.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب جمالیگر بدر صاحب۔

جناب جمالیگر بدر۔ جناب چیئرمین! شکریہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ جناب چیئرمین!

جو مسئلہ ہے اس میں tax collection کا یہ number of assessee کا مسئلہ نہیں ہے کہ number of assessee وہاں پر زیادہ یا وہاں پر کم ہیں مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں جو لوگ ٹیکس دینے کے قابل ہیں جو خاندان، جو group of companies یا جو افراد، یہاں سیاسی اقتدار پر بھی ان کا غلبہ ہے اور وہ یہاں پر ٹیکس ادا نہیں کرتے جس کی وجہ سے پنجاب میں ٹیکس سندھ کی نسبت کم ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ آئندہ آپ نے جو ٹیکس سسٹم یہاں پر ابھی which is in the process آپ یہ بتائیں کہ اس کے لیے آپ نے کیا طریقہ کار اختیار کیا ہے کیا parameters میں change لائے ہیں کہ ان تمام لوگوں سے جو ٹیکس دینے کے قابل ہیں یا جو assessee ہیں وہ اگر مکمل ٹیکس نہیں دیتے تو ان سے ٹیکس وصول کرنے کا کوئی پروگرام آپ کے ذہن میں ہے تو بیان کریں۔

جناب سمرتاج عزیز۔ بحث speech کا انتظار کر لیں اس پر ان کو جواب مل جائے گا۔

جناب جہانگیر بدر۔ نہیں جناب! تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب سمرتاج عزیز۔ بھائی کیسے، ایک تو یہ سوال سے arise نہیں ہوتا۔ ان کا سوال ہے انکم ٹیکس collection کا جبکہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ ٹیکس کا نظام آپ کیسے ٹھیک کریں گے تو جناب والا! سوال کی کوئی relevance ہوئی چاہئے۔

جناب جہانگیر بدر۔ جناب چیئرمین! اتنے قابل، اتنے بڑے پارلیمینٹریں، اتنے بڑے Economist ان کے پاس ایسا کوئی brief نہیں جس کو یہ پیش کر سکیں اور بتا سکیں کہ کابینہ کی میٹنگ میں یہ کیا تجاویز پیش کر رہے ہیں، کیا وہ IMF سے یا ورلڈ بینک سے آئیں گی، یہ کہاں سے لے کر آئیں گے اور ان کے اپنے پاس کیا ہے۔ This is my question۔

جناب سمرتاج عزیز۔ تجاویز ہماری اپنی ہیں اور یہ ان کے بیان کرنے کا موقع نہیں ہے اور ہم ٹیکس کا پورا نظام چیلنج کر رہے ہیں اور بجٹ کے ساتھ جب ان کا announcement ہو گا تو یہ سن لیں گے۔ یہ اس سوال سے arise نہیں ہوتا، اس لئے ان کا کوئی حق نہیں بنتا اس وقت یہ سوال پوچھنے کا۔

Mr. Deputy Chairman: Right. Next question, Syed Qasim Shah.

جناب سمرتاج عزیز۔ جناب والا! سب سے پہلے قاسم شاہ صاحب نے ایک بات پوچھی تھی میں اس کا مختصر آ جواب دے دوں۔ قاسم شاہ کا جو سوال نمبر 116 ہے اس میں انہوں نے کہا تھا کہ آیا گورنمنٹ کے پاس کوئی ایسی تجویز ہے کہ جو branches ہیں ان کو کم کیا جائے۔ جیسا کہ فاضل ممبر کو معلوم ہے کہ ہمارے بنکوں کی حالت خراب ہے، زیادہ تر وہ نقصان میں ہیں، over staff ہے، ان کے stuck up loans ہیں، administrative خرچے زیادہ ہیں تو بینکنگ ریٹارم کے حوالے سے سٹیٹ بینک کی نگرانی میں ہر بینک اپنا جائزہ لے رہا ہے کہ اس کی کون کون سی برانچز جو ہیں وہ منافع بخش نہیں ہیں اور وہاں اور بنکوں کی برانچز موجود ہیں اور اس کو بند کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ یہ exercise ابھی ہو رہی ہے اسلئے یہ جانا کہ کونسی برانچز بند ہو رہی ہیں اور کتنا سٹاف کم ہو گا یہ پیش از وقت ہے لیکن یہ بات صحیح ہے کہ ہم نے اگر اپنے بینکنگ نظام کو صحیح کرنا ہے تو ان کی جتنی برانچز ہیں، آپ نے دیکھا ہو گا کہ بہت سے شہروں میں ایک ایک گلی میں تین تین بنکوں کی برانچز ہیں اور ایک بینک سے وہ کام ہو

سکتا ہے تو جو غیر منافع بخش برانچز ہیں ان کو gradually بند کرنے کی تجویز ہے لیکن سٹاف کو ہم فوری طور پر نہیں نکالیں گے اور ان کا مختلف سکیموں کے ذریعے متبادل روزگار کا انتظام کیا جائے گا لیکن جہاں تک بنکوں کا نظام ہے ان کو صحیح کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب محمد زاہد خان۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پیٹل مہران بینک کے سکیئنڈل کی بات یہاں آئی تھی کیوں کہ وہ بھی بنکوں سے متعلق ہے اور اس پر وعدہ کیا گیا تھا کہ وہ رپورٹ ہاؤس میں پیش کریں گے کیوں کہ اس دن وزیر صاحب کہہ رہے تھے کہ گم ہوئی ہے یا کیا ہوا تو کیا وہ رپورٹ مل گئی ہے اور اگر مل گئی ہے تو ہاؤس میں کب پیش کر رہے ہیں۔

قاضی محمد انور۔ جناب والا! جو سید قاسم شاہ صاحب کا سوال بینک کے متعلق ہے۔ کیا اس میں وہ NWFP کے بنکوں کو examine کر رہے ہیں یا سارے پاکستان میں۔

جناب مسرتاج عزیز۔ سارے ملک میں کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جو زاہد خان کا سوال ہے اس کا جواب ہے کہ مہران بینک کی رپورٹ پیش کر دی جائے گی۔

جناب احسان الحق پراچہ۔ میرا وزیر صاحب سے سوال ہے کہ بجائے برانچیں بند کرنے کے بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ، کیوں کہ بنکوں کی ضرورت بڑھتی ہے تو relocation کے متعلق کوئی آپ غور کریں گے بجائے اس کے کہ آپ retrenchment کریں اور برانچیں بند کریں ، ان کو relocate کیا جائے۔

جناب مسرتاج عزیز۔ ہاں جہاں merger ہو سکتا ہے وہ ضرور کیا جائے گا اور یہ depend کرتا ہے کہ آیا اس کی relocation ہو سکتی ہے ، اگر ہو سکتی ہے تو ایسا کیا جائے گا یعنی اگر کسی اور جگہ ڈیمانڈ ہے اور جہاں کوئی ضرورت نہیں ہے اور برانچ chronically loss making ہے تو پھر وہ بند کی جاسکتی ہے۔ ابھی یہ بات premature ہے۔

سید عاقل شاہ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ ان برانچز کو بند کرنے سے جو یوٹیلیٹی bills collection کرتے ہیں ، ان کے ہاں لائیں لگی ہوتی ہیں تو اس سے کیا لائیں زیادہ نہیں ہو جائیں گی۔

جناب سرتاج عزیز۔ ہزاروں برانچیں ہیں اور کوئی نہ کوئی اس کام کو کر لے گا یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے، اس وقت بھی سب برانچیں نہیں کر رہی ہیں اور بعض کر رہی ہیں تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی انور کمال صاحب۔

جناب انور کمال خان۔ جناب یہ جو برانچز بند کرنے کی تجویز ہے، تو کیا یہ بتائیں گے کہ وہاں پر stuck up loans جو ہیں کیا ان کی recoveries پر یہ زیادہ انحصار نہیں دیں گے تاکہ وہ برانچز جو ہیں وہ بند ہونے سے بچ جائیں؟

جناب سرتاج عزیز۔ دونوں چیزوں کو کرنا پڑے گا۔ کیونکہ بنکوں کو جتنا نقصان ہے وہ صرف ایک عمل سے نہیں پورا ہوتا، اس میں تینوں چیزیں ہیں، برانچز کم کرنا، stuck up loan recover Administrative Cost کم کرنا، تو یہ تینوں کام ہوں گے، تب ہی جا کر بنک فعال ہوں گے اور جب تک ہمارے بنک فعال نہیں ہوں گے ہماری اکانومی آگے نہیں بڑھ سکتی، کیونکہ بنکوں پر ہی سارا دارومدار ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Yes, next question is No.117.

117. * Syed Qasim Shah: Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the IMF is pressurising the government to devalue its currency?

Reply not received.

جناب سرتاج عزیز، اس کا جواب میں ابھی دے دیتا ہوں کیونکہ وہاں پر اس کا جواب ہے کہ reply not received، لیکن اس کا جواب ہے 'No'۔

سید قاسم شاہ۔ میں جناب بہت کم بولنے والا آدمی ہوں لیکن جیسے میں پہلے ضمنی سوال کر رہا تھا تو آپ نے سب کو موقع دیا لیکن مجھے بولنے کا موقع نہیں دیا۔ ابھی میں یہ کہوں گا کہ جی میں جس وزیر موصوف سے بات کرنا چاہتا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ میرے دونوں سوال، پہلا جو سوال تھا وہ بھی انہوں نے جواب دے دیا ہے لیکن میں ایک بات پوچھنا

چاہتا تھا کہ جب آپ پالیسی دیتے ہیں، یہ بات واضح ہوگئی کہ آپ بعض برانچیں جو ہیں وہ بند کریں گے۔ تو اس میں میں نے کہا تھا کہ اربن میں تو، کیونکہ کمرشل بیس ہے اس پر تو ایک پالیسی ہے کہ بھنی جتنا پیسہ آتا ہے یا feasible ہے، بعض بنک جو ہیں وہ وہاں برانچیں کھولتے ہیں، لیکن حکومت کی ذمہ داری ہے کہ جو rural areas کے اندر دور دراز جو برانچیں کھولی جاتی ہیں وہاں کی بھی اگر اسی پالیسی پر جیسے آپ نے یہ پروگرام بنائے ہوئے ہیں تو وہاں جو برانچیں کھلی ہیں اگر وہ بند ہوگئیں تو وہ لوگوں کے لئے ایک بہت بڑی پرابلم ہوگی۔ میں وزیر موصوف سے یہ بات کہوں گا کہ اس کو مد نظر رکھا جائے۔ اب چونکہ میں دوبارہ کھڑا نہیں ہوں گا اس لئے دوسرا بھی میں پوچھ لوں کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ آپ مجھے موقع نہیں دیں گے۔ تو جناب دوسرا سوال میرا جو ہے اس کا بھی جواب جو ہے موصول نہیں ہوا۔ میرا یہ سوال تھا کہ آیا یہ حقیقت ہے کہ IMF حکومت پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ روپے کی قیمت کم کردی جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو معلومات جو اکٹھی کر رہے ہیں یا جو پھر بعد میں جواب میں دیں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کم کر رہے ہیں۔

جناب سمرتاج عزیز۔ میں نے جواب دیا جی کہ کوئی دباؤ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب ڈاکٹر جی صاحب۔

ڈاکٹر عبداللہ بلوچ۔ جناب چیئرمین! یہ اس معزز ایوان کے علم میں ہے کہ وزیر خزانہ نے اسی ایوان میں یہ یقین دہانی کرائی تھی فلور پر کہ روپیہ نہیں گرے گا، اس کی قیمت کم نہیں ہوگی۔ یہ پھر بھی دو تین دفعہ کم ہوا ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں؟ آپ فلور پر ایک assurance دیتے ہیں کہ یہ نہیں ہوگی اور بعد میں اخبارات میں آتا ہے کہ روپیہ بارہ پیسے کم ہوگیا، بیس پیسے کم ہوگیا، تیس پیسے کم ہوگیا، آخر آپ اس معزز ایوان کو صحیح معلومات فراہم نہیں کرتے، کیوں اس معزز ایوان کا جو وقار ہے اس کو مجروح کرتے ہیں۔

جناب سمرتاج عزیز۔ پہلی بات تو یہ ہے جناب کہ انہوں نے کہا تھا devaluation ہوگی کہ نہیں۔ Devaluation وہ ہوتی ہے جب ہماری کرنسی کی قیمت تمام کرنسیوں کے مقابلے میں کم ہوتی ہے تین فیصدی یا اس سے زیادہ۔ ایک ہوتی ہے periodical adjustment کیونکہ ہمارا روپیہ ڈالر سے linked ہے اور اگر ڈالر اوپر نیچے جاتا ہے، فرض کیجئے ڈالر

مضبوط ہوتا ہے تو ہماری کرنسی ین یا یوروپین کرنسیوں کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔
 تو وہ دو پیسے، چار پیسے، آٹھ پیسے، دس پیسے، جو آپ کم زیادہ کرتے ہیں اس کو adjustment
 کہتے ہیں، کیونکہ ہمارا ایک floating نظام ہے جس کے تحت اسٹیٹ بینک خود کرتا ہے۔ وہ ایک
 policy decision نہیں ہے devaluation کرنے کا جو آپ تین فیصدی یا اس سے زیادہ کرتے
 ہیں۔ مجھ سے جو سوال پوچھا گیا تھا وہ devaluation کے حوالے سے تھا۔ جو periodical
 adjustment ہے اس سلسلے میں آگے سوال آیا ہوا ہے جو کہ آخری سوال ہے، اس میں آپ
 دیکھیں گے جناب چیئرمین، کہ اس period میں 62 adjustments ہوئی تھیں نومبر 1993ء کے بعد
 سے اور وہ ایک روزمرہ کا نظام ہے جو اسٹیٹ بینک implement کرتا ہے، کیونکہ اگر ڈالر مضبوط
 ہو گیا اور آپ نے اپنی کرنسی کو اتنے پیسے سے adjust نہ کیا تو Yen میں آپ کا مال جو ہے
 جو جاپان میں جانا ہے وہ مشکل ہو جائے گا۔ اس کرنسی کے ساتھ اپنا relationship صحیح رکھنا
 ضروری ہے۔ یعنی وہ partial adjustment ہے اور وہ جب دس پیسے، آٹھ پیسے، پندرہ یا بیس
 پیسے کم زیادہ ہو تو وہ devaluation نہیں کہتے، اس کو adjustment کہتے ہیں۔ تو میں نے یہ
 بیان دیا تھا۔ اور باقی یہ توقع کرنا کہ کوئی وزیر خزانہ کھڑا ہو کر کہہ دے گا کہ جی ہاں ہم کل
 devalue کر رہے ہیں، میں یہ جانتا چاہتا ہوں کہ دنیا میں کون ایسا وزیر خزانہ ہوگا جو کل اٹھ کر
 یہ اعلان کرے گا۔ جو آپ کا devaluation کا مقصد ہے اور ہر ملک کا یہ مقصد ہوتا ہے، وہ تب
 ہی حاصل ہوتا ہے جب آپ کی inflation rate جو ہے وہ کم ہو، تب آپ کی کرنسی مضبوط
 ہوتی ہے۔ اگر آپ کی inflation دس فیصدی ہے اور دنیا کی تین ہے تو پھر آپ کو کچھ نہ کچھ
 کرنا پڑے گا۔ لیکن خدا کے فضل سے جب سے ہماری حکومت آئی ہے ہماری کرنسی جو ہے وہ
 کافی مستحکم رہی ہے اور اگر ہمارے reform programs کامیاب رہے تو آئندہ بھی مستحکم
 رہے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی جناب محمد انور صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ سابقہ حکومت کے دور میں
 چھ دفع روپیہ devalue ہوا اور 62 دفع اس کی adjustment ہوئی۔ Adjustment میں اور اس
 devaluation میں جہاں تک عام آدمی کا تعلق ہے عام آدمی تو اس adjustment کو اور

devaluation کو devaluation ہی سمجھتا ہے اور اس پر اثر اس کا پڑتا ہے۔ کیا آپ کا بھی یہ پروگرام تو نہیں ہے کہ جس طرح سابقہ حکومت نے 62 دفعہ adjustment کی تھی، اسی رفتار سے devaluation اور adjustment کریں گے۔

جناب سمرتاج عزیز۔ اگر آپ سوال نمبر 123 میں اس کا جواب دے دیتا ہوں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ آپ اس کو connect کر لیں۔

جناب سمرتاج عزیز۔ اگر لے لیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ بہر حال میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا ایسا ارادہ بالکل نہیں ہے۔ ہمارا ان تین ماہ میں ریکارڈ ان سے بہتر ہے۔ ان کے دور حکومت میں چھ دفعہ devaluation ہوئی تھی اور 62 دفعہ adjustment ہوئی تھی۔ تاہم ہمارے دور حکومت میں ابھی تک صرف دو دفعہ ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر صاحب IMF کی intention سے واقف ہیں کہ کیا کہیں وہ پاکستان کو اپنی مارکیٹ تو نہیں بنانا چاہتے ہیں اور اس ملک میں کارخانے نہیں لگانا چاہتے تاکہ import replacement ہو۔ کیا ان چیزوں پر یہ غور فرما رہے ہیں۔

جناب سمرتاج عزیز۔ جناب والا! ہم پوری طرح ان کی intention سے واقف ہیں اور اپنے قومی مفاد سے بھی واقف ہیں۔ جیسے کہ میں نے اپنے پہلے ایک سوال کے جواب میں کہا ہے کہ ہم ان سے اپنے قومی مفاد کو سامنے رکھ کر negotiate کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ ہم کوئی ایسا کام نہیں ہونے دیں گے جو کہ ہمارے قومی مفاد کے منافی ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ خواجہ صاحب۔

Khawaja Qutubuddin: Sir, the question No. 117 was whether the IMF was pressurising the government to devalue its currency? The answer, as the honourable Minister said 'no'. But there are other economic factors which force the government or which necessitate devaluation. For example, the current economic situation in Pakistan, the continuous current account deficits of

billion of Dollars and the recent statement of the Minister for Planning Dr. Hafiz Pasha that there is a very substantial deficit of 50 billion. So, I would like to know from the honourable Minister, as the economy is moving, what does he foresee in future? Of course, these are genuine pressures, does these pressures force the government to adjust or devalue its currency in the near future?

Mr. Deputy Chairman: Minister for Finance.

جناب سرتاج عزیز۔ اس وقت جو situation ہے وہ stable ہے کیونکہ ہمارے reserve میں بھی اضافہ ہو گیا ہے اور جو ہمارا reform package ہے اس پر industrial productivity اور export پر بھی کچھ نہ کچھ پیش رفت ہو رہی ہے کیونکہ انہوں نے near future کہا ہے۔ اس لئے مجھے اس وقت کوئی ایسا امکان نظر نہیں آتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اگلا سوال 'جناب ایس احمد بلور صاحب۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے چونکہ ایک ضروری میٹنگ میں جانا ہے اس لئے اگر سوال نمبر 118 and 119 بعد میں لے لیں اور میرے سوال نمبر 120 and 121 پہلے لے لیں تو میں ممنون رہوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔

چوہدری اعترار احسن۔ جناب چیئرمین صاحب چونکہ وزیر خزانہ صاحب ہاؤس سے تشریف لے جانا چاہتے ہیں اس لئے میں بھی ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ہم سوال نمبر 121 تک پہنچ جائیں گے تو حقیقت میں آپ نے یا ہاؤس نے 11 سوال consider کئے ہوں گے۔ آپ ذرا نوٹ فرمائیں، اس سلسلے میں پہلے بھی راہدی صاحب نے فرمایا ہے اور آپ کی جانب سے کوئی observation نہیں آئی ہے۔ تھوڑا سا وزرا کی جانب دیکھ کر ان کی سرزنش کیجیے کہ سات سوالوں کا جواب کیوں موصول نہیں ہوا ہے۔

جناب سرتاج عزیز۔ ٹوٹل پندرہ سوال بنتے ہیں۔

چوہدری اعترار احسن۔ اگر یہ سمجھ رہے ہیں کہ کل پندرہ میں سے صرف آٹھ کا جواب

دیا گیا ہے تو یہ بھی کوئی اتنی اچھی کارکردگی نہیں ہے۔

جناب سرتاج عزیز۔ پندرہ کا جواب آیا ہے اور سات کا نہیں آیا ہے۔

چوہدری اعتراف احسن - یہ کوئی اتنی اچھی کارکردگی نہیں ہے جس پر فائز منسٹر صاحب جیسے شفیق بزرگ بڑے مسکرا کر بیان کر رہے ہیں کہ جی پندرہ کا جواب آیا ہے اور سات کا نہیں - آپ یہ دیکھیں کہ سات سوالات کا جواب اس ہاؤس کو نہیں دیا گیا ہے - ان کو اپنی کارکردگی ذرا کچھ بہتر کرنی چاہئے - میں یہی رونا روز روتا رہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین - جو سوالات ہیں ان کی تیاری کر کے ہاؤس میں آیا کیجئے۔

جناب سرتاج عزیز۔ جناب والا ! ٹھیک ہے لیکن question hour is over. سوالات ختم ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی 119 & 118 کا جواب نہیں ہے اس کو defer کرتے ہیں۔

چوہدری محمد انور بھٹو۔ 120 کو بھی جناب defer فرمادیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ اس کو بھی defer کیا۔

چوہدری اعتراف احسن - 120 کا بھی جواب نہیں ہے - 121 پر آنا پڑے گا جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی 120 کا بھی نہیں ہے اس کو بھی defer کرتے ہیں۔

جی سوال نمبر 121۔

حاجی جاوید اقبال عباسی - جناب میری آپ سے دوبارہ گزارش ہے کہ یہ میرا مجموعہ سا سوال ہے اس کا بھی جواب نہیں ہے - ان کو کہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے یہ اتنا مشکل سوال بھی نہیں ہے - لیکن پھر بھی ٹال رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی ہاں جی ٹھیک ہے۔ وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ جی راشد صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی - جناب چیئرمین ! میرے پارلیمانی قاعدہ جناب اعتراف

احسن نے فرمایا کہ آج بیشتر سوالات کے جوابات نہیں آئے - اور آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ جب بھی ہم ملک کی معیشت اور اس کی حالت کے متعلق کوئی سوال پوچھتے ہیں تو عموماً گورنمنٹ کی

طرف سے جواب نہیں آتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چھپائی جا رہی ہے کہ ہمارے سوالات کے جوابات نہیں دیتے۔ اس طرح جس طرح ایک پردہ دار غاتون جو ہے وہ ایک نامحرم سے اپنا چہرہ چھپاتی ہے۔ براہ کرم وزراء کو ذرا سختی سے ہدایت کریں۔ آپ نے تو اپنی حلیم طبیعت کے مطابق فقط اشارتاً ان سے کہا ہے۔ تو براہ کرم آپ ان کو سختی سے کہیں کہ ہم ایک مہینہ ڈیڑھ مہینہ پہلے سوالات بھیجتے ہیں۔ اس عرصے میں کم از کم جوابات آنے چاہئیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی، جب منسٹر صاحبان یہاں آتے ہیں تو تیاری کر کے آیا کریں اور صحیح صحیح جوابات دیا کریں۔

جناب مسرتاج عزیز۔ جواب تو انشاء اللہ دیں گے۔ ذرا میرا جواب سنتے جائیں جی۔ وہ یہ ہے کہ اقتصادی صورتحال کی جو بات یہ کرتے ہیں۔ اس پر میں ان کو یہ دعوت دیتا ہوں کہ دو گھنٹے کس کریں اور اقتصادی صورتحال جو ان کے دور کی تھی اور جو اب ہے اس کا موازنہ کر لیں۔ جو ملک کا حال انہوں نے کیا ہے۔ آپ مہربانی کر کے جناب اسی ہفتے میں دو گھنٹے کس کریں۔ اقتصادی صورتحال پر ان کو اپنا آئینہ نظر آ جائے۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین جناب وسیم سجاد صاحب کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

چوہدری جناب اعتزاز احسن۔ منظور ہے جی۔ منظور ہے آپ بے شک کوئی دفتھر فرما دیں۔

جناب چیئرمین۔ آپ اور راجہ صاحب بیٹھ کر کوئی تاریخ اور وقت کس کر لیں۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ جناب جہاں وہ لے کر معیشت کو جا رہے ہیں۔ دنیا کو اب نظر آ رہا ہے۔

جناب مسرتاج عزیز۔ جہاں لے جا چکے ہیں وہ اب دیکھ لیں گے۔

جناب چیئرمین۔ یہ ایک اہم موضوع ہے اور میرا خیال ہے اگر اس پر بحث ہو جائے تو بڑی اچھی بات ہوگی۔ question hour is over, point of order میں سنا ہوں۔

The question numbers 118, 119 and 120 have been deferred and all the other questions are taken as read and placed on the table on the House.

The Question Hour is being over and the remaining questions and their answer taken as read and placed on the table of the House.

121. * Haji Dilawar Khan: Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) whether it is a fact that a number of vehicles are being smuggled in the country via Iran and Afghanistan;

(b) whether it is also a fact that a large number of such vehicles are being illegally registered in the country; and

(c) whether there is any proposal under consideration of the Government to give concession in customs duty and fine for registration of such vehicles?

Mr. Sartaj Aziz: (a) Yes.

(b) Yes.

(c) No proposal is under consideration of the Government to give concession customs and fine for registration of such vehicles. However efforts are being made to check the smuggling of vehicles.

122. * Syed Iqbal Haider: Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the amounts deposited till 31st March, 1997 under each of the three categories of the scheme "Qarz Utaro Mulk Sanwadro";

(b) the rate of interest to be paid on the foreign currency and Pak. rupee deposits under this scheme; and

(c) the details of the benefits and exemption granted by the government to the depositors/donors under the said scheme; and

(d) the names of the donors/depositors of any foreign currency of the value of Rs.5 million and above?

Mr. Sartaj Aziz: A statement showing details of the deposits as on 31st March, 1997 is at annex-I.

(b) A statement showing rates of return to be paid are at annex-II.

(c) following benefits have been granted by the government:-

(c) Deposits made as donations (NDRP-I and Qarz-e-Hasna (NDRP-II) are exempt from wealth tax and the compulsory deduction of zakat.

(ii) No question will be asked as to the source of donation or Qarz-e-Hasna.

(iii) Under the existing law foreign currency deposits are exempt from all taxes.

(iv) On remittances of US \$ 1,000,000 a letter of appreciation signed by the Prime Minister of Pakistan would be sent to the remitter. Similarly persons contributing Rs.5 million to 50 million will receive a letter of appreciation signed by the Prime Minister.

(v) On remittances of US \$ 1,000,000 and above Prime Minister will invite the remitters and present them with citations and medallions. Similarly persons contributing above Rs.50 million will receive a citation and a medallion from the Prime Minister.

(d) A statement showing names of the donors/depositors of funds in foreign currency exceeding US \$ 100,000 is at annex- III.

(Annexures have been placed in the Senate Library.)

123. * Syed Iqbal Haider: Will the Minister for Finance and Economic

Affairs be pleased to state the reasons for not publishing the Directory of Income Tax and Wealth Tax payers Assesseees so far?

Mr. Sartaj Aziz: The printing of Tax Payers directories has not been a regular feature of Income Tax Department. In October, 1993 it was printed for the first time based on data for the assessment year 1992-93. In 1994 its second edition was printed for the assessment year 1993-94. This practice was discontinued in 1994-95. However, in January, 1997 it was decided to prepare Income Tax Directory of the taxpayers based on data for the assessment year 1995-96. The work, which requires careful checking of data is likely to be completed in the next few weeks.

123-A * Mr. M. Akram Zaki: Will the Minister for Commerce be pleased to state:

(a) the amount in U.S. dollar/ Pak. rupees placed by Export Promotion Bureau at the disposal of and actually spent by the former MD of PTV on cultural troupes/programmes during the former Prime Minister visits to U.K. in 1994 and United States in 1995, separately;

(b) the details of the expenditure incurred on each visit, separately; and

(c) whether the said expenditure has been audited, if so, whether any irregularity has been surfaced?

Mr. Muhammad Ishaq Dar: (a) (i) Total expenditure incurred on the Fashion Show at London in 1994 titled " Symphony of Seasons " arranged by EPB but organized at the behest of the former MD, PTV during the Prime Minister's visit to UK was Rs. 47,48,119.00. Out of this amount Rs. 12,20,516.00 were spent

in Pak Rupees and the rest i.e. /// 70,552.06 were spent in Foreign Exchange through Commercial Office, London.

(ii) An amount of Rs. 79,63,684.20 was spent on Fashion Shows titled " Flames of Eternity " organized at Washington. DC (on 12th April, 1995) and Los Angeles (on 17th April, 1995) USA during the Prime Minister's visit to USA. Out of this amount Rs. 28,085,05.00 were spent in local currency and US \$ 1,61,099.00 in Foreign Exchange through Pakistan's Mission in USA.

(b) The details are at Annex A& B.

(c) The expenditure was audited by a team from Auditor's General Office. No observations were made against these expenditures.

Annex

EXPENDITURE INCURRED ON THE FASHION SHOW A SYMPHONY OF SEASONS ORGANIZED ON THE PRIME MINISTER'S VISIT TO UNITED KINGDOM DURING 1994

A. Payment made in Pak Rupees

1. Payment to Adnan Sami Khan for Producing Music	Rs. 75,000.00
2. Payment to Shalimar Recording Company	Rs. 2,600.00
3. Printing cost of brochures "A Symphony of Seasons"	Rs. 2,91,500.00
4. Cost of shoot for the brochure	Rs. 42,000.00
5. Air fare of 21 people to UK (Models/Designers/ Performers).	Rs. 5,61,260.00
6. Payment to Nighat Chaudhry for performance in London.	Rs. 35,000.00
7. Return Air fare of Mrs. Shaikh to London	Rs. 59,735.00
8. Return Air fare of Mrs. Shaikh to ISB-KHI-ISB	Rs. 5,605.00
9. Payment of DA to Mrs. Shaikh (US \$ 4,712.00)	Rs. 1,47,816.00
Total :	Rs. 12,20,516.00

B. Payment made in Pound Sterling in U.K.

1. Consultant's Fee in London for Sound, Lights, Stage and Publicity.	£	31,132.67
2. Model's Fee (16 models)	£	10,074.41
3. Mrs. Shaikh's Lunch in London	£	296.70
4. Mrs. Shaikh's stay in London	£	10,939.82
5. Model's lodging etc.	£	8,362.41
6. Rent of Ralling and Hangers for the Show	£	1,154.52
7. Showcases	£	1,938.63
8. Invitation Cards for Fashion Show	£	370.00
9. Mini Bus etc., for Fashion Show and Cars rental	£	6,282.90
Total :	£	70,552.06

Equivalent to Pak : Rs. 35,27,603.00

Grand Total of A & B : Rs. 47,48,119.00

Annex

AMOUNT SPENT ON EXHIBITION SHOWS HELD DURING THE
PRIME MINISTER'S VISIT TO UNITED STATES UNDER THE NAME
OF FLAME OF ETERNITY IN APRIL, 1995

A. Payment made in Pak Currency

- | | |
|--|-----------------|
| 1. Payment made to M/s. Arti Com. for production of music for Show and Exhibition. | Rs. 2,11,760.00 |
| 2. Payment made to performers in Washington & Los Angeles. | Rs. 1,82,480.00 |

3.	Payment made to Yasmeen Hameed for translation & writing of legends used in the Show.	Rs. 30,000.00
4.	Payment made to Mr. Arif Mehmood as fee for photography of leading women for women exhibition.	Rs. 1,30,898.00
5.	Payment made to M/s. Film Makers for the production of film from Time Immemorial.	Rs. 50,000.00
6.	Shooting for brochures.	Rs. 36,160.00
7.	Cost of printing and producing brochures of the Show.	Rs. 6,85,760.00
8.	Expenditure incurred on air tickets for Thirty-one (31) persons travelled to USA.	Rs. 13,51,163.00
9.	Payment made to Mrs. Rana Shaikh as DA and Fee	Rs. 25,000.00
10.	Payment made to Ayesha Ali, Assistant to Mrs. Shaikh	Rs. 88,205.00
11.	Meeting held at the Sheraton Hotel by Mrs. Raana Shaikh with the group for rehearsal.	Rs. 17,079.00
Total :		<u>Rs. 28,08,505.00</u>

FASHION SHOWS IN U.S.A.

B. Payment made in US Dollars

1.	Payment made to Mrs. Raana Shaikh as DA	US\$ 8,449.35
2.	Payment made to Saba Bokhari and Sherzada Alam in USA for service rendered for the Show.	US\$ 1,000.00
3.	Expenditure in America on food & lodging of the group and payment made to models for two (2) performances in Washington & Los Angeles.	US\$ 61,650.00
4.	Expenditures on stage preparation, lighting Sound system etc., at Washington DC & Los Angeles.	US\$ 90,000.00
Total :		<u>US\$ 1,61,099.35</u>

Equivalent to Pak : Rs. 51,55,179.20

Grand Total of A & B : Rs. 79,63,684.20

123-B * Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state:

(a) the dates, and percentage of devaluation of Pak Rupee against the Dollar made by the State Bank of Pakistan since 1993;

(b) the date, and the percentage of adjustment of Pak Rupee against the Dollar made by the State Bank of Pakistan since November 1993; and

(c) the reasons for the said devaluation and adjustment?

Mr. Sartaj Aziz: (a) Since 1993 devaluations of the Pak rupee were made five times on the following dates:-

Date	%age of Devolution dollar	Adjusted Exchange Rate per US
15-7-1993	3.16	28.15
22-7-1993	5.7	29.85
28-7-1995	7.01	34.25
10-9-1996	3.65	36.97
22-10-1996	7.85	40.12

The total depreciation in the value of the rupee was 27.37%

(b) Since November, 1993, 62 adjustments were made in the Pak rupee parity rate viz-a-viz US\$. Details are given at Annex.

(C) the reasons for the devaluations/adjustments are given below:-

(i) Whenever the rate of inflation in Pakistan is higher than that at the international level the value of Pak rupee has to be adjusted to improve the competitiveness of exports in the international markets.

(ii) An increase in the budget deficit creates additional demand for imports and it become necessary to adjust the value of the rupee to curtail imports and protect the country's balance of payments.

(iii) Under the managed float exchange rate system, the value of Pak rupee is adjusted with US dollar and other currencies to boost the exports and curtail the imports, keeping in view the trade weighted basket of currencies of the country's major trading partners.

Annex

**ADJUSTMENTS IN EXCHANGE RATE SINCE
NOVEMBER, 1993**

Date	Exchange Rate	Magnitude of Adjustment	
		Absolute in Rupee	in Per cent
1993			
November, 93		No adjustment was made.	
7 December	30.07	0.02	-0.07
15 December	30.10	0.03	-0.10
23 December	30.12	0.02	-0.07
1994			
2 January	30.15	0.03	-0.10
6 January	30.19	0.04	-0.13
13 January	30.23	0.04	-0.13
25 January	30.26	0.03	-0.10
2 February	30.30	0.04	-0.13
8 February	30.35	0.05	-0.16
13 February	30.38	0.03	-0.10
16 February	30.42	0.04	-0.13
23 February	30.47	0.05	-0.16
3 March	30.50	0.03	-0.10
7 April	30.55	0.05	-0.16
7 May	30.58	0.03	-0.10
12 May	30.61	0.03	-0.10
19 May	30.65	0.04	-0.13

Date	Exchange Rate	Magnitude of Adjustment	
		Absolute in Rupee	in Per cent
1994			
30 June	30.61	-0.04	0.13
6 July	30.59	-0.02	0.07
31 August	30.65	0.06	-0.20
22 November	30.70	0.05	-0.16
6 December	30.76	0.06	-0.20
28 December	30.80	0.04	-0.13
1995			
10 January	30.86	0.06	-0.19
8 February	30.90	0.04	-0.13
28 February	30.88	-0.02	0.06
20 April	30.86	-0.02	0.06
16 May	30.92	0.06	-0.19
23 May	30.97	0.05	-0.16
28 June	31.01	0.04	-0.13
5 July	31.07	0.06	0.19
12 July	31.12	0.05	-0.16
18 July	31.19	0.07	-0.22
8 August	31.25	0.06	-0.19
15 August	31.32	0.07	-0.22
13 September	31.40	0.08	-0.25
17 September	31.49	0.09	-0.29
24 September	31.55	0.06	-0.19
3 October	31.62	0.07	-0.22
15 October	31.68	0.06	-0.19

Date	Exchange Rate	Magnitude of Adjustment	
		Absolute in Rupee	in Per cent
1995			
18 October	31.76	0.08	-0.25
22 October	31.85	0.09	-0.28
28 October	34.25	2.40	-7.01
1996			
31 January	34.33	0.08	-0.23
25 February	34.40	0.07	-0.20
7 March	34.46	0.06	-0.17
13 March	34.52	0.06	-0.17
3 April	34.58	0.06	-0.17
14 April	34.66	0.08	-0.23
25 April	34.75	0.09	-0.26
26 May	34.83	0.08	-0.23
4 June	34.90	0.07	-0.20
9 June	34.99	0.09	-0.26
27 June	35.04	0.05	-0.14
30 June	35.10	0.06	-0.17
9 July	35.17	0.07	-0.20
16 July	35.25	0.08	-0.23
24 July	35.32	0.07	-0.20
1 August	35.41	0.09	-0.25
13 August	35.53	0.12	-0.34
29 August	35.62	0.09	-0.25
10 September	36.97	1.35	-3.65
22 October	40.12	3.15	-7.85
Note :—Figures in shaded area are devaluations.			
1997			
23 April	40.24	0.12	-0.30
6 May	40.33	0.09	-0.22

"UNSTARRED QUESTIONS AND THEIR REPLIES"

@9. Mr. Saifullah Khan Paracha: Will the Minister for Finance and Economic Affairs of the legal backup given through laws, SROs or other means to the Industrial and Agricultural Packages announced recently by the Prime Minister of Pakistan?

Mr. Sartaj Aziz: Economic Revival Package.- The Economic Revival Package of the Prime Minister Which was aimed at industrial revival, was announced on 28th March, 1997 which was given effect through Supplemental Amendment finance Act, 1997 and the SROs issued on 28-3-1997. Subsequently some further changes were introduced on 11-4-1997 and on 9-5-1997 which were also given effect through SROs.

In pursuance of Industrial and Agricultural Package, following decisions were implemented through the Legislation and notifications:-

- (i) Finance Supplementary (Amendment) Act, 1997 (Annex-I)
- (a) Rate of General Sales Tax was reduced from 23% and 18% to 12.5%.
- (b) Plant and Machinery for production of taxable goods was exempted from sales tax.
- (c) Import and supplies against International tenders were made eligible for zero rate of sales tax.
- (d) Truck, their parts and accessories by local manufacturers for supply to armed forces were exempted from sales tax.
- (e) Two Ordinances (Annex-II) and (Annex-III) issued in the past

@ *Deferred from 13th May, 1997.*

were regularized.

(ii) Following notifications were subsequently issued:

(a) Plant and Machinery entitled for exemption from sales tax was defined through the SRO 230(I)/97 dated 29-3-1997(Annex-IV).

(b) Certified cotton seed falling under PCT heading No. 1207.2000 of the First Schedule to the Customs act, 1969, exclusively meant for sowing was exempted from sales tax vide SRO 268(I)/97 dated 10-4-1997 (Annex-V).

Agricultural Package. - SRO(I)/97 dated 25-4-1997 was issued to provided 10% concessionary rate of duty on second hand and reconditioned combined harvester-threshers.

(Annexures have been placed in the Senate Library)

11. Mr. Saifullah Khan Paracha: Will the Minister Incharge of the Establishment Division be pleased to state:

(a) the names, present postings, academic qualifications of PSP officers of 19th Commem; and

(b) whether it is a fact that the promotion of these officers is due from Grade 17 to grade 18, if so, the reasons for not promoting them so for?

Minister Incharge of the Establishment Division: (a) The required information is at Annexure-A.

(b) Yes. The case had to be kept pending till new promotion committee were constituted. The Selection Committee for promotion of officers of this level has now been constituted to which the case will be put up for consideration in the near future.

**LIST OF PSP OFFICERS OF 19TH C.T.P. SHOWING THEIR
QUALIFICATIONS AND PRESENT POSTING**

Sl. No.	Name of the officer	Academic qualifications	Present posting
1.	Mr. Ghulam Rasool Zahid	M.A. (English)	SDPO New Town, Karachi.
2.	Mr. Muhammad Akram Naeem Bharoka	M.A.	SDPO, Mehmoodabad, Karachi.
3.	Ch. Ehsan Sadiq	M.Sc.	Proceeded on Ex-Pakistan leave.
4.	Mirza Shakeel Ahmed	B.A.	At the disposal of Government of the Punjab.
5.	Mr. Muhammad Azim Arshad	M.A. (Political Science)	SDPO Latifabad, Hyderabad.
6.	Mr. Muhammad Amir Zulfiqar Khan	Intermediate	SDPO Bin Qasim, Karachi.
7.	Mr. Muhammad Farooq Mazhar	M.B.A.	ASP, ICT Police, Islamabad.
8.	Mr. B.A. Nasir	M.Sc.	—do—
9.	Mr. Ghulam Nabi Menken	M.A.	At the disposal of Government of the Punjab.
10.	Mr. Muzaffar Ali Sheikh	B.A.	At the disposal of Government of Sindh.
11.	Mr. Amjad Khan	B.A.	At the disposal of Government of the Punjab.
12.	Mr. Shahid Hayat Khan	B.A.	SDPO, Saddar, Karachi.
13.	Mr. Asif Saifullah Paracha	B.A.	SDPO, Thatta.
14.	Mr. Imran Yaqoob Minhas	B.Com	SDPO, Yazman, Punjab.

12. Syed Iqbal Haider: Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the names, designations and province of domicile of the employees of the Ministry, its attached departments and corporation whose services have been terminated/suspended by the present Government indicating also the reasons for such termination/suspension?

Mr. Sartaj Aziz: The information in respect of Statistics Division, IDBP, Auditor General of Pakistan and CBR is attached at Annexure-A. The information about the following departments is Nil:-

- (i) Finance Division (Main)
- (ii) Economic Affairs Division.
- (iii) Finance Division (Military)
- (iv) DG, National Savings.
- (V) Monopoly Control Authority.

- (vi) Pakistan Mint, Lahore.
- (vii) Equity Participation Fund (EPF).
- (viii) National Investment Trust (NIT).
- (ix) Investment Corporation of Pakistan (ICP).
- (x) Regional Development Finance Corporation (RDFC).
- (xi) Small Business Finance Corporation (SBFC).

Sl. No.	Name of Organization	No. of employees
		Terminated/suspended
1.	Statistics Division	4
2.	I.D.B.P.	1
3.	Auditor General of Pakistan.	2
4.	Central Board of Revenue	73
5.	Finance Division (Main)	Nil
6.	Economic Affairs Division.	Nil
7.	Finance Division (Military)	Nil
8.	DG, National Savings.	Nil
9.	Monopoly Control Authority.	Nil
10.	Pakistan Mint, Lahore.	Nil
11.	Equity Participation Fund (EPF).	Nil
12.	National Investment Trust (NIT).	Nil
13.	Investment Corporation of Pakistan (ICP).	Nil
14.	Regional Development Finance Corporation (RDFC).	Nil
15.	Small Business Finance Corporation (SBFC).	<u>Nil</u>
		Grand Total: 80

جناب چیئرمین۔ پہلے میں leave application پڑھ لوں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ جناب شہنواز جونیجو صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر 15 اور 16 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ لہذا انہوں نے ایوان سے ان تواریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جناب ماجد سلطان صاحب بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر 12, 13, 14 & 16 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ لہذا انہوں نے ایوان سے ان تواریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جناب بھانگیر بدر صاحب بعض وجوہات کی بنا پر 15 & 16 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ لہذا انہوں نے ایوان سے ان تواریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ سردار سخی جان صاحب ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ آج ۲۰ مئی سے تا حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جناب وقار احمد خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جی ایچی پوائنٹ آف آرڈر سنتے ہیں۔ باری باری جی۔ سٹے میاں

POINTS OF ORDER

(i) Re: CONSTRUCTION OF KALABAGH DAM WITHOUT CONSENSUS OF THE FEDERATING UNITS.

Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful to you sir. Sir, I would like to draw your attention to 'the Frontier Post' of today, and through you I like to draw the attention of the Government. The head line of the 'Frontier Post' is 'Work on Kalabagh Dam after June', Sir, it goes on to say that the Nawaz Sharif Government has decided to begin construction of the controversial Kalabagh Dam in the beginning of the next financial year, irrespective of the political backlash that it might face from the Awami National Party. And then it further goes on to say sir that instructions have been issued to various ministries that this work is to be undertaken in a totally secret manner and that no information regarding this dam or the construction of it is to be leaked out and if any information is leaked out the concerned officer shall be taken to serious disciplinary action. Now Sir, summing up my point of order I would like to state that the issue of Kalabagh, the construction of the dam is an issue which concerns all the four federating units and if the Government plans to undertake its construction or plans to set into motion the ball for its construction without taking the four federating units into confidence, this will be very very detrimental and it would not be in the interest of national solidarity, therefore, the Government should develop a consensus amongst all political forces and amongst all the federating units on the question of Kalabagh Dam, rather than taking such a sneaky attitude for its construction.

Mr. Chairman : So obviously it is not so much secret . Let the Government make a response .

جی راجہ ظفر الحق صاحب - حکومت کی جانب سے جواب دیں۔

راجہ محمد ظفر الحق - جناب چیئرمین ! جس موضوع کی طرف دھنا رہائی نے اس ایوان کی توجہ مبذول کرائی ہے - یہ ایک بڑا sensitive issue ہے - اور اسی وجہ سے بعض کوارٹرز کوشش کرتے ہیں کہ اگر اور کچھ نہیں تو کسی نہ کسی ذریعے سے ایسا ماحول پیدا کیا جائے کہ جس سے ملک کے اندر یکجہتی کو نقصان پہنچ سکے - یہ کسی طرف سے بھی ہو سکتا ہے - حکومت نے اور خود وزیر اعظم صاحب نے کئی بار کہا کہ کوئی بھی ایسا عمل ، کوئی بھی پروگرام ایسا ترتیب نہیں دیا جائے گا - جس کے اثرات قومی یکجہتی پر پڑیں - کیونکہ وہ اولیت رکھتے ہیں - اس لئے پوری قوم کو اس میں یکسوئی حاصل کرنی چاہئے کہ کبھی ایسا کوئی پروگرام نہیں ہوگا جو consensus سے نہ ہو - جو پورے اتفاق رائے سے نہ ہو - اور جس کے اثرات ملک کی سلامتی اور قومی یکجہتی کے اوپر پڑیں - یہ بحث ختم ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین - جی اجمل خٹک صاحب -

جناب محمد اجمل خان خٹک - جناب چیئرمین ! یہ کالا باغ ڈیم کا مسئلہ ہم نے بار بار کہا ہے کہ یہ ملک کی یکجہتی کے لئے زہر قاتل ہے - ہم نے بار بار کہا ہے ڈیم بننے کے لئے بھی عمل کرنے کے لئے بھی ہم نے باقاعدہ مطالعہ کیا ہے یہ خطرناک ہے - اور ہم تو پشتونوں کو تباہ کرنے کی سازش سمجھیں گے اگر اس کو بنایا جا رہا ہے - آج تمام اخبارات میں بڑی سرخی لگی ہوئی ہے - اور واضح طور پر کہا گیا ہے کہ حکومت نے شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے - ہم جا کر دیکھیں گے کہ کیا ہے کیا نہیں ہے - جھوٹ سچ کا پتہ چلے گا - کیونکہ جیسے راجہ صاحب نے کہا کہ ہمیں یقین دہانی کرائی گئی ہے - راجہ صاحب نہایت شستہ اور عالم فاضل انسان ہیں ایک فخرے میں سب کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے - لیکن یہ ایک ایسا مسئلہ نہیں ہے - ہم واضح طور پر یہ بیان چاہتے ہیں کہ یہ خبر غلط ہے - کالا باغ ڈیم پر کام شروع نہیں ہوا - اور اس وقت تک شروع نہیں ہوگا جب تک کہ ہمارے سامنے جو ہمیں یقین دہانی کرائی گئی ہے وہ اس کے مطابق ہو - میں اس سے زیادہ کچھ اور کہنا مناسب نہیں سمجھتا - جو کچھ ہمارے سامنے ہے

لیکن اتنا کہوں یقین دہانی یہ ہے کہ یہ تب بنے گا کہ ہم اس پر سننے کی اجازت دے دیں۔ ہم اس کے سننے کی اجازت نہیں دیں گے، نہیں دیں گے، اس لئے یہ ذمہ نہیں بن سکتا اس لئے ہم راجہ صاحب سے احترام کے ساتھ، حکومت واضح طور پر، حکومت نہیں نواز شریف واضح طور پر کے کیونکہ ہمیں یقین دہانی اس نے کرائی ہے کہ یہ خبر غلط ہے اور یہ نہیں بنے گا، شروع نہیں ہوا، سننے کی بات۔ چنانچہ واضح طور پر وہ یقین دہانی کرائیں۔ کسی اور کی یقین دہانی یا کسی کی بات ہم نہیں مانیں گے خود میاں صاحب اعلان کریں اپنے طور پر۔

جناب چیئرمین۔ اجمل صاحب اس قسم کا واضح بیان تو میرے خیال میں وائر اینڈ پاور کے وزیر ہی دے سکتے ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو ان سے یہ بات پوچھ لیں گے، جی جناب جہانگیر بدر صاحب، آپ کی باری بعد میں جی پہلے جہانگیر بدر صاحب۔

جناب جہانگیر بدر۔ جناب چیئرمین! جناب آج ایک سٹیٹمنٹ ہے ڈپٹی "خبریں" میں جو ایک وزیر موصوفہ، جو آج یہاں تشریف نہیں لائیں، ان کی جانب سے ہے کہ پیپلز پارٹی والوں کی ناک ہے، نہ منہ، اور نہ مونچھ۔ پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں عابدہ حسین اس کے ساتھ ہی انہوں نے جو ہمارے لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں جناب اعجاز احسن جن کی یہاں پر سب تعریف کرتے ہیں، انہوں نے خود بھی کئی بار ان کی تعریف کی، ان کے متعلق وہ کہتی ہیں کہ اعجاز احسن جلن اور حسد کا شکار ہیں جناب والا! میرے پوائنٹ آف آرڈر کا مقصد یہ ہے کہ اگر وہ تعریف کھتیں تو بہتر ہوتا لیکن Collective responsibility کے تحت باقی بھی شاید کینٹ کے ممبر ہمارے متعلق ایسا سوچتے ہوں تو اس کی ذرا interpretation ہو جائے کہ یہ جو حسد ہے۔

جناب چیئرمین۔ دیکھیں آپ نے یہ بالکل صحیح فرمایا کہ ہاؤس میں جب بھی وہ اٹھی ہیں انہوں نے اعجاز احسن کی تعریف کی ہے تو ہم اس پر کیوں نہ یقین کریں بجائے اس کے کہ نئی بات پر بحث کریں۔

جناب جہانگیر بدر۔ جناب چیئرمین! میں اور بات کر رہا ہوں مجھے اجازت دیں۔

جناب چیئرمین۔ جی مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب، ایک منٹ جی، پہلے اعجاز احسن صاحب، ایک منٹ جی اعجاز احسن صاحب کی بات سن لیں جی پھر آپ کی باری ہے۔
چوہدری اعجاز احسن۔ مجھے ذاتی طور پر ان پر، ان کے اس بیان پر یا کسی دوسرے

بیان پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میرے بھائی نے یہ نکتہ اٹھایا ہے ایک اور پھرائے میں۔ بہر حال مجھے وہ کچھ بھی کہیں قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں ممنون ہوں ان کا جی۔

جناب چیئرمین - نہیں جس طرح میں نے کہا کہ ہمیشہ انہوں نے اور ہم سب نے آپ کے کردار کی، آپ کی علمیت کی، آپ کے سہم کی تعریف کی ہے تو we will go by that rather than by a newspaper report which is unconfirmed مولانا عبد الستار خان نیازی صاحب جی اب بات ختم ہو گئی ہے پوٹ آف آرڈر تھا جی مولانا نیازی صاحب -

مولانا محمد عبد الستار خان نیازی - میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کالا باغ ڈیم کو سیاسی مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ یہ ٹیکنیکل مسئلہ ہے۔ قوم کو اس سے متعلق دلچسپی ہے غلط ہے یا درست ہے دونوں طرف کے لوگوں کو ٹی وی پر لایا جائے تاکہ وہ اپنے دلائل دیں۔ قوم کو پتا چلے کہ قوم کے لئے مفید ہے یا مضر ہے جو کہتے ہیں کہ مفید ہے وہ بھی دلائل دیں اس پر فیصلہ ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین - ٹھیک ہے جی دیکھیں میری عرض سنیں، میری عرض سن لیں منشاء اللہ صاحب، ایک منٹ بات تو سن لیں، پہلے میری بات سنیں پھر اپنی بات کریں، بیٹھ جائیں پلیز بیٹھ جائیں You see یہ مسئلہ جو تھا کالا باغ ڈیم کا ادھر سے raise ہوا۔ راجہ صاحب نے اس کے بارے میں وضاحت سے بیان دیا ہے۔ شک صاحب نے کہا ہے کہ زیادہ وضاحت سے بیان دے دیا جائے تو وہ وائر اینڈ پاور کے وزیر ہی دے سکتے ہیں، میری عرض تو سن لیں، تو اس پر جو زیادہ وضاحت کی بات ہے وہ وائر اینڈ پاور کے وزیر ہی کر سکتے ہیں۔ وہ آئیں گے تو ان سے کہیں گے کہ وضاحت سے بیان دیں۔ باقی یہ ہے کہ کسی ممبر کا اپنا Point of view ہو سکتا ہے۔ حکومت کا point of view وزیر وائر اینڈ پاور ہی دے سکتے ہیں، جی جناب زہری صاحب۔

جناب منشاء اللہ خان زہری - بڑی مہربانی آپ کی کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ یہ جو آج جس فرنٹیر پوسٹ میں ہیڈ لائن میں چھپا ہے کالا باغ ڈیم کا، اس پر میں بالکل شک صاحب کے ساتھ ہوں کہ اس سے بلوچستان کو فائدہ ہوتا ہے یا نقصان ہوتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کو اس ڈیم سے نہ فائدہ ہے نہ نقصان ہے ہم یہ بھی نہیں چاہتے ہیں کہ کوئی بھی صوبہ ایک بڑے صوبے کی خاطر چھوٹے صوبوں کو ڈبو دے۔ ہم اپنی طرف سے

بلوچستان کے عوام کی طرف سے 'اپنی پارٹی کی طرف سے' کالاباغ ڈیم کی 'جس طرح اسے این پی مخالفت کر رہی ہے' میں بلوچستان نیشنل پارٹی کی طرف سے اس کی مخالفت کرتا ہوں اور ہماری جمہوری وطن پارٹی کے دوستوں کا بھی یہی موقف ہے کہ اس ڈیم کو نہیں بننا چاہئے۔ جناب والا! ہم اس بات کے کبھی بھی قائل نہیں ہوئے کہ کسی جگہ یا کسی صوبے کو آباد کرنے کے لئے دوسری جگہ یا صوبے کو غیر آباد کیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو بھی مسئلے ہوں اس پر جو چھوٹے یونٹس ہیں 'ان کو اعتماد میں لے کر' ان کو ساتھ لے کر چلنے کی بات کی جائے۔ جناب والا! ہمیشہ سے فرنٹیر اور بلوچستان والوں پر الزامات لگے ہیں کہ یہ غدار ہیں 'یہ پاکستان کی سالمیت کو نہیں مانتے ہیں' یہ پاکستان کے خلاف ہیں۔ جناب والا! ہم نے اب سب چیزوں کو تسلیم کر لیا ہے۔ اے این پی کا مسلم لیگ سے اتحاد ہے 'بلوچستان نیشنل پارٹی کا مسلم لیگ سے اتحاد ہے' جمہوری وطن پارٹی کا مسلم لیگ سے اتحاد ہے اور جتنی بھی باقی پارٹیاں ہیں۔ اب وہ پیپلز پارٹی سے ہٹ کر مسلم لیگ کی طرف آ رہی ہیں اور ہم مسلم لیگ سے یہی توقع رکھتے ہیں 'جس طرح وہ اپنے ساتھیوں کو جو چھوٹے صوبے ہیں یا چھوٹی پارٹیاں ہیں 'ان کو ساتھ لے کر چلنے کی روایت رکھی ہے۔ وہ اس روایت کو قائم و دائم رکھیں گے اور جو بھی مسئلہ ہو گا 'اس میں سب ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلیں گے۔

جناب چیئرمین۔ اب بات کافی ہو گئی ہے۔ اس پر تفصیل سے تو حکومتی موقف وزیر پانی و بجلی ہی بیان کر سکتے ہیں۔ جی راشدی صاحب آپ کا ایک پوائنٹ آف آرڈر درگاہ کے متعلق تھا 'وہ بیان کر دیں۔ اس پر آپ اور بات نہ کریں۔ اب اس پر بات ختم ہو گئی ہے۔ اب مزید کالاباغ ڈیم پر کوئی بات نہیں ہو گی۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جو درگاہ والا پوائنٹ ہے 'وہ میں بعد میں اٹھاؤں گا۔ جناب والا! ایک دوسرا مسئلہ ہے جو کہ پوائنٹ آف آرڈر بھی بنتا ہے اور تحریک استحقاق بھی بنتا ہے۔ جناب! میں گزارش کرتا ہوں 'کم از کم آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ میں آپ کے مدافین میں سے ایک ہوں۔

جناب چیئرمین۔ جناب! یہ mutual ہے۔ آپ کے بھی بے شمار مدافین ہیں 'میں بھی آپ کے مدافین میں سے ایک ہوں۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب! مگر آج میں گزارش کروں گا کہ

خوگر حمد سے قصوراً سا گھم بھی سن لے

جناب! اس مرتبہ جب آپ آئے ہیں، ممبران سینٹ کو ایک عدم تحفظ کا احساس ہو چلا ہے۔ جس کا شکار ہم تو تھے مگر میں سمجھتا ہوں کہ اب ایوان کے اس طرف بیٹھنے والوں کو بھی ایک قسم کی شکایت ہو چلی ہے۔ میرے سامنے، ٹکلیئر کا تازہ شمارہ ہے۔ اس میں ہمارے ایک معزز سینیٹر کو جو کہ اس طرف بیٹھتے ہیں اور ان کا تعلق مسلم لیگ سے ہے۔ ان کو ٹھگ سینیٹر کہہ کر پکارا گیا ہے اور بڑی جلی سرخی میں انہوں نے لکھا ہے، "ٹھگ سینیٹر کی کارگزاری"۔ جناب جھرمین صاحب! ابھی تک تو اس سینیٹر صاحب کی طرف سے کوئی تردید نہیں آئی ہے۔ ممکن ہے کہ وہ اپنی درویشانہ صفت، اپنی قلندرانہ طبیعت کی وجہ سے تردید نہ کی ہو یا اس میں اس پر الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے 12 لاکھ روپے اینٹھ لئے تو یا ممکن ہے کہ وہ 12 لاکھ کو قلیل رقم سمجھتے ہوں جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ، جو بھی چیز ہو مگر یہ ہے کہ جب ایک سینیٹر کی رسوائی ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پورے ایوان کی رسوائی ہے اور اس میں آپ کی مداخلت ضروری بن جاتی ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس کو ضرور دیکھیں۔

جناب چیئرمین۔ چلیں میں اس معاملے کو دیکھ لوں گا۔ I will look into it. اب

آپ اپنا دوسرا پوائنٹ آف آرڈر کر لیں۔ آپ، ٹکلیئر، مجھے دے دیں۔ میں اس کو دیکھ لوں گا۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جی جناب! میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اس میں دستاویزی ثبوت کے ساتھ بڑے سنگین الزامات ہیں۔ کاش کہ متعلقہ سینیٹر جناب راجہ اورنگ زیب صاحب یہاں موجود ہوتے۔

Mr. Mushahid Hussain: Sir, there is a defamation case of about

20 million in the court of Civil Judge.

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے۔ I will look into it. جی راشدی صاحب۔

(ii) Re: CLOSURE OF THE SHRINE LAVARI SHARIF

DISTRICT BADIN SINDH SINCE 1983.

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ سندھ میں متعدد درگاہیں ہیں جن کے کافی مرید ہیں۔ ان میں سے ایک درگاہ لنواری شریف ہے جو کہ ضلع بدین میں واقع ہے۔ اس درگاہ کے پورے سندھ میں عقیدت مند اور مرید کھڑے ہوئے ہیں۔ کچھ اختلافات کی وجہ سے اور کچھ حکومتوں کی نا اہلی کی وجہ سے اس درگاہ کو 1983ء سے seal کر دیا گیا ہے اور وہاں پہرہ بٹھایا گیا ہے کوئی بھی مرید اور عقیدت مند وہاں نہیں جا سکتا۔ اوقاف department کے حوالے درگاہ کی تقریباً پونے پانچ ہزار ایکڑ زمین ہے اور جس سے کم از کم 75 لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی ہوتی ہے جو کہ ایک ریکارڈ کی صورت میں موجود ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ ایک منٹ میں سن لوں کہ مسئلہ کیا ہے، پھر میں ان کو کہتا ہوں کہ مختصر کریں۔ جی ذرا مختصر کریں وہ یہ اعتراض کر رہے ہیں کہ لمبی بات ہو گئی۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ گزارش یہ ہے کہ میں پہلی منی کو وہاں گیا، میں ایک کتب لکھ رہا ہوں اس کے سلسلے میں مجھے تصاویر دکھانی تھیں۔ تو میں نے دیکھا کہ درگاہ کا جو main مقبرہ ہے اس کو کافی نقصان پہنچا ہے، اطراف کی عمارتیں جو درگاہ کا حصہ ہیں وہ منہدم ہو چکی ہیں اور خدشہ یہ ہے کہ اگر اس کی پوری مرمت نہ کی گئی تو یہ ممکن ہے درگاہ شہید ہو جائے۔ لہذا جو ہمارے مذہبی امور کے وزیر ہیں ان کو اس طرف خیال کرنا چاہئے اور یہ معلوم کرنا چاہئے کہ یہ 75 لاکھ روپیہ سالانہ ملے ہیں وہ کس مد میں چلے جاتے ہیں۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Who is looking after Religious Affairs.

جی جناب ڈار صاحب آپ کر رہے ہیں؟

جناب محمد اسحاق ڈار۔ جناب چیئرمین! یہ first time knowledge میں آیا ہے تو میں اس پر inquiry کروا لیتا ہوں اور we will look into this matter لیکن میرا خیال ہے کہ یہ provincial اوقاف کا matter ہو گا۔ جو Federal Religious Ministry ہے وہ basically جج policies اور اس ٹائپ کے matters deal کرتی ہے۔ It is a provincial matter, we can

refer it to the province.

جناب چیئرمین - چٹا کر لیں میں نے ان سے پوچھا تھا یہ کہہ رہے ہیں کہ نہیں یہ

Federal matter ہے -

جناب اسحاق ڈار - یہ اگر مجھے تفصیل دے دیں تو دیکھ لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین - آپ ان کو تفصیل دے دیں - If it is a Federal matter then

he can look into it.

جناب حسین شاہ راشدی - میں ڈار صاحب کو تفصیل دے دوں گا۔

سید عاقل شاہ - پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین -

جناب چیئرمین - جی جناب عاقل شاہ صاحب۔

سید عاقل شاہ - جناب یہ میرے پاس اس مہینے کا Readers' Digest ہے and it

carries a very specific story about Pakistan regarding the child labour

مضمون ہے اس میں ایک جگہ پر کہتا ہے 'if you bear with me ایک sentence میں آپ کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں یہ کافی لمبا

"... That the children are punished if they take longer than 30 minutes for

the daily meal break, if they fall asleep, if they waste material, if they complain of mistreatment. Punishments are doled out in a storage closet, where children are being hung upside down by their knees, starved, canned or lashed. ..."

جناب یہ ایک بڑے عرصے سے آپ کو پتہ ہے کہ ساری دنیا میں چند ایک ایسے ممالک ہیں جن کے

خلاف campaign شروع ہوئی against child labour میں حکومت کی اور آپ کی اور اس ہاؤس

کی توجہ اس آرٹیکل کے متعلق دلانا چاہتا ہوں which is pathetic اور اس کے متعلق کیا کیا جا رہا

ہے اور آئندہ حکومت کیا کرے گی اور آپ اس میں کیا کر سکتے ہیں یا یہ ہاؤس اس child

labour کے against کیا کر سکتا ہے اس کے متعلق میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا تھا and this is

quite embarrassing کہ اتنے بڑے رسالے میں like the Reader's Digest ایک مضمون

پاکستان کے خلاف اس طریقے سے چھپے کہ یہاں پر مقامی بچوں کے ساتھ کئے جا رہے ہیں۔

جناب چیئر مین، معاذ صاحب، I think this is something that you can also

Reader's Digest میں آرٹیکل چھپا ہے

regarding so called child labour. It also pertains to your department how to counter act such things, may be it is false I don't know, correct as far as the problem itself is concerned I think the House is cognizant of this issue and they should take note of this.

Mr. Mushahid Hussain: Yes sir, there are two three dimensions to that, we are coordinating with different groups because it is affecting our media image in the United States, in the West with particular reference to child labour. So we are coordinating with different Ministries to counter this.

جناب چیئر مین، جی اسٹیج ڈار صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

جناب محمد اسٹیج ڈار۔ جناب چیئر مین! یہ in fact child labour کا issue is very

much there but one reality is there that it has been grown out of proportion on

political grounds and by our opponent countries. as you may be aware sir, that there was a panorama film

ہے سری لنکا میں بھی ہے

that was basically to adversely affect our exports sometime back

from Pakistan تو ہم نے اس سلسلے میں actions لئے ہیں، نمبر 1۔ ہم نے ایک Child Care

Foundation بنائی ہے that is between the private sector and NGOs اس میں we have

planned کہ اگلے تین سال میں یہ جو مسئلہ ہے۔ جناب ایک تو مسئلہ یہ ہے جو کہ rural

population کے ساتھ ہے where we call family business اور بچے جو ہیں اپنے بڑوں کے

No classification would be appropriate ساتھ کھیتوں میں جاتے ہیں اور کام کرتے ہیں۔

Child Care جو ہماری یہ to call those children as child labour or abuse of child labour

Foundation ہے اس میں ہم نے ایک comprehensive پروگرام شروع کیا ہے، ہم نے اسی

طرح sports industry میں اور carpet industry میں زیادہ تحقیقات کی ہیں۔ ہمارے جو shoes ہیں اور اس قسم کی چیزیں ہیں ، ہم نے ان کو بلایا ہے جو respective associations میں اور you would be surprised to know کہ بجائے وہ اس سال امریکہ میں اپنی product کی campaign کریں they are campaigning کہ nike shoe جو پاکستان سے بن کے جا رہا ہے It is child free labour تو ہم سارے جو appropriate actions ہیں

to negate the propaganda which I sincerely believe has been blown out of proportion against Pakistan to damage our exports . So we are taking the appropriate measures against them.

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ راجہ صاحب آپ اسی پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

راجہ محمد ظفر الحق۔ جناب چیئرمین ! معزز سینیٹر نے جو سوال اٹھایا ہے اس کے دو تین پہلو ہیں ۔ پہلا تو یہ ہے کہ Child Labour جو ایک general issue ہے ، جس میں بہت سارے ممالک کو criticism کا سامنا ہے ، جس میں پاکستان بھی شامل ہے ۔ وہ مسئلہ الگ ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ it is blown out of proportion ۔ ایک جو دوسرا مسئلہ ہے وہ atrocities کا ہے ان کے ساتھ ناروا سلوک کا ، وہ human rights issue ہے۔ اس کو ضرور سامنے رکھنا چاہئے کیونکہ اگر اس قسم کی تحریر بغیر چیلنج کے چلی جائے ، اس کی thorough investigation نہ ہو اور اس کی کوئی contradiction نہ ہو تو یہ پھر Human Rights Commission کے ریکارڈ میں چلی جاتی ہے جس کا head office جنیوا میں ہے۔ اس لئے یہ چاہئے کہ خواہ آپ کی جو سینٹ کی Human Rights Committee ہے ، اس کے سپرد کریں یا گورنمنٹ اس معاملے میں کوئی رپورٹ کرے اور ان کو ضرور اس معاملے میں جواب دینا چاہئے کہ آیا یہ ناجائز ہے یا غلط ہے یا جو کچھ تھا ہم نے اس کو rectify کیا ہے ، اس کو unchallenged نہیں بنانا چاہئے۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی۔ قاضی انور صاحب۔

Qazi Muhammad Anwar: Sir, on Child Labour Pakistan has ratified the UN Charter,

مسئلہ یہ ہے کہ وہ بچہ جو visible ہے ہم جتنا بھی کہیں 'بڈی بلڈنگ ورکھاپ پر دیکھیں' چھوٹے چھوٹے بچے آپ کو ٹرکوں کے بچے نظر آئیں گے 'آپ تنور پر دیکھیں' چائے کی دوکان پر دیکھیں 'یہ visible چیز جو ہے' جب تک آپ ان بچوں کی care نہیں کرتے 'سامنے نظر آتے ہیں۔ ایک تو یہ کہتے ہیں کہ جی family کے ساتھ field میں جاتا ہے 'وہ poverty ہے' اس کو ماں باپ ساتھ لے جاتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے لوگوں کے گھروں میں برتن مانجھتے ہیں۔ یہ visible ہیں 'ان کو ہر آدمی دیکھ رہا ہے۔ اس کو encounter تبھی کیا جاسکتا ہے یہ visible scene جب تک آپ remove نہیں کریں گے۔ اور یہ تبھی ہو سکتا ہے you will take care of him کہ وہ بچے جن کی عمر سکول جانے کی ہے اور وہ لوگوں کے گھروں میں برتن مانجھتے ہیں 'وہ بڈی بلڈنگ ورکھاپ میں ہیں' وہ بچے تنوروں پر ہیں اور یہ visible scene کی تصویریں بنتی ہیں 'وہ باہر جاتی ہیں اور فیس دکھائی جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی شکریہ۔ جاوید اقبال عباسی صاحب آپ کا پوائنٹ۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ جناب عرض یہ ہے کہ پاکستان بنے 50 سال ہوئے اور میرے خیال میں اس کی قومی زبان اردو تھی۔ لیکن مجھے آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ سوال تو اردو میں آتا ہے لیکن کہتے ہیں کہ جواب انگریزی میں ملاحظہ فرمائیں۔ جناب چیئرمین 'آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس ایوان بالا میں یہ فیصلہ کیا جائے کہ اس ملک کی زبان کون سی ہے اور کون سی زبان ہونی چاہئے۔ یہ میرا point of order ہے۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے 'بہر حال آپ نے جس مسئلے کی طرف اشارہ کیا ہے 'میں دفتر والوں سے کہوں گا کہ اس کو دیکھیں کہ اگر اس کا reference انگریزی میں ہوتا ہے تو اردو میں کیوں نہیں آسکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ پچھلے چند دنوں سے اس چیز کی درستگی کر دی گئی ہے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ نہیں جناب اب بھی آ رہا ہے۔ لیکن اصل میں میرا point of order یہ ہے کہ بیرونی ممالک کے جو سربراہان آتے ہیں وہ انگریزی جانتے کے باوجود اپنی زبان میں بات کرتے ہیں اور ساتھ ان کے ترجمان ہوتے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ آج تک پاکستان میں اپنی زبان کو کیوں ترجیحی بنیادوں پر لاگو نہیں کیا گیا۔

جناب چیئرمین۔ یہ point of order تو نہیں ہے یہ تو بہت بڑا مسئلہ ہے 'اس پر

تو گھنٹوں debate کی ضرورت ہے۔

حاجی جاوید اقبال عباسی۔ نہیں مسئلہ ہے، لیکن اس مسئلے کو آپ ایوان بالا میں لائیں۔ اس کے لئے مہربانی کریں دو کی جگہ ڈھائی گھنٹے رکھ لیں۔ آپ مہربانی کریں۔

جناب چیئرمین۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ جی جناب ڈاکٹر عبدالحی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ جناب یہ پہلی بار نہیں ہے۔ میں ہر وقت یہ فریاد کرتا ہوں

اور میں آج اس کی تفصیل بھی لایا ہوں۔ یہ سینڈک پراجیکٹ یکم جنوری -----

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ اب وقت نہیں گھڑی کو دکھیں۔

پوائنٹ آف آرڈر وہ ہوتا ہے جو فوری توجہ کا مستحق ہو۔ سینڈک پراجیکٹ بہت پرانا مسئلہ ہے۔ بار بار اس کی تفصیل بیان نہ کریں۔ آپ پوائنٹ آؤٹ کریں کہ سینڈک پراجیکٹ delay ہو رہا ہے حکومت کیا کر رہی ہے۔

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ میں وی تو عرض کر رہا ہوں ڈیڑھ ٹن سونا، تین ٹن چاندی

17000 ٹن تانبا اور جناب میں اس معزز ایوان کو مطلع کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ viable نہیں ہے۔

جناب چیئرمین۔ پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی چوڑی تفصیل نہیں ہوتی اگر ڈیٹ کرنا

چاہتے ہیں تو موشن دے دیں 194 کا 'اس پر ڈیٹ ہو جائے گی لیکن اگر آپ صرف اتنا پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتے ہیں کہ بڑا اہم پراجیکٹ ہے delay ہو رہا ہے' آپ کیا کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔

(iii) Re: DELAY IN SENDING PAKISTANI ENGINEERS

TO CHINA FOR TRAINING.

ڈاکٹر عبدالحی بلوچ۔ یہ جو economic coordination committee ہے جناب اس

نے دو فیصلے کئے۔ ایک یہ فیصلہ کیا ہے کہ production management committee ہو گی اور

پاکستانی انجینئر اور چینی انجینئر مل کر اس پر عملدرآمد کرائیں گے اور چین کی حکومت نے دعوت

نامہ بھی بھیجا ہے وہ خط ان کے پاس پڑا ہوا ہے کہ یہ وفد وہاں بھیجیں گے جین تاکہ پاکستانی انجینئر trained ہو کر آ سکیں۔ دو مہینے ہو چکے ہیں وہ کاغذ ابھی تک یہاں پڑا ہوا ہے۔ دوسری انہوں نے یہ بات طے کی ہے economic coordination committee نے کہ پندرہ سو ملین روپے جو ہیں وہ یہ فراہم کریں گے پراجیکٹ کو چلانے کے لئے اور تین قسطوں میں 84 million Dollar جرمنی اور فرانس کا جو پیسہ ہے اس پراجیکٹ کے اوپر وہ قرضہ وفاقی حکومت ادا کرے گی۔ تو یہ immediately کب وفد جین بھیجیں گے اخراجات بھی جین کی حکومت برداشت کر رہی ہے تاکہ وہ واپس آ کر اس پراجیکٹ کو چلا سکیں

Mr. Chairman: Dar Sahib, can you respond to this

سینڈک پراجیکٹ کے بارے میں ہے یا may be you can get some time and respond to it later on آپ ان کو تفصیل بھی دے دیں تاکہ یہ باقاعدہ study کر کے آپ کو جواب دے سکیں O.K. end of points of order. Now we proceed to item No.3 on the agenda which

is consideration of the Bill to amend the Service Tribunals Act, اس پر کوئی تقابیر ہوں

گی ہے۔ ابھی ہو رہی ہیں۔ موشن move ہو چکا ہے۔ Moved on the 11th of April,

CONSIDERATION OF THE BILL TO AMEND THE SERVICE

TRIBUNAL ACT.

Dr. Safdar Ali Abbasi: According to Rule 111, Sir, I request that this amendment Bill may be referred to the Standing Committee

جناب چیئرمین۔ زبانی آپ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ ہاں جی میں زبانی کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ یہ کہاں سے آگئی زبانی request یہ کب ہوتی ہے کہ you move a substantive motion for this, just out of the Rules.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ اس وقت standing Committees نہیں بنی تھیں جناب

اب ہماری درخواست پر سینٹ کی کمیٹیاں بن گئی ہیں۔

جناب چیئر مین۔ صحیح بات ہے لیکن کم از کم کوئی تحریری موشن ہونا چاہئے کوئی بات ہوئی چاہئے اس طرح تو نہیں ہوتا اور یہ move ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر صدر علی عباسی۔ یہ move اس دن ہوا تھا لیکن بعد میں کوئی اس پر آئے کارروائی نہیں ہوئی تھی ہماری درخواست یہ ہے کہ اس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب چیئر مین۔ ایک منٹ جی یہ move ہو گیا تھا so Mr. Law Advisor did I dont have a motion with me. O.K. یہی ہے وہ you make a statement of this, you bring it I have no motion before me

جناب اسحاق ڈار۔ جناب چیئر مین یہ موشن گیارہ اپریل کو It has been moved and the two amendments have been proposed by the opposition side. I think there should be a discussion.

Mr. Chairman: Mr. Law Advisor would you like to explain what this Bill is about?

جناب اسحاق ڈار۔ Service Tribunal Act, 1993 کو amend کر کے Service Tribunal amendment bill 1997 نے propose کیا تھا، نیشنل اسمبلی میں موجود ہے جناب چیئر مین۔ اس میں ہے کیا۔ مفہوم کیا ہے اس بل کا۔ جی لاہ ایڈوائزر صاحب۔

Mr. Khalid Anwar: It is very simple sir, Fundamentally the existing Law does not allow appeals to be filed by Government Servants against interim or interlocutory orders passed against them. This is to expand the relief which is available to Government Servants. So it is something, I think, which ought to be welcomed and passed by them.

Mr. Chairman: Who would like to speak on this? would you like to say something, yes Mian Raza Rabbani Sahib.

Mian Raza Rabbani: Sir, this Bill is not that simple as it has been termed to be, by the Advisor on Law that it only provides for an appeal in terms of interlocutory orders that have been issued. But the actual basic purpose of this amendment, in the Civil Service Tribunal Act 1973 is far more sinister and it stems from the Government policy whereby it has undertaken a massive retrenchment policy in government, autonomous, semi-autonomous bodies and corporations that are functioning in the country. Sir, this Bill is in actual fact, an attempt to oust the jurisdiction of the superior courts and to put the employees of these organizations at the total mercy of the Service Tribunal. I will be coming as to how the Service Tribunal is constituted under the Act, how independent a body it would be of the government and how these employees, who are being dismissed from service without following the procedure, as laid down under the law, would be affected by it.

Sir, this, in actual fact, is meant to give strength or to give protection to the scheme which has been suggested by the downsizing committee, which is headed by the Deputy Chairman of the Planning Commission who has the status of a Federal Minister, Dr. Pasha. Dr. Pasha's standing committee has stated that in total there are perhaps 102 corporations or semi-autonomous bodies that are functioning in the country. The downsizing committee has suggested that from a 102, the number of such corporations and autonomous bodies be reduced to 55. Now when this number is reduced from 102 to 55 that would entail approximately two lacs of employees

یعنی دو لاکھ سے زائد ملازمین کو نوکریوں سے ہٹائی جائے گی۔

This Act has been brought about so as to prevent these employees who would be rendered jobless. These employees, who would be asked to leave

their jobs without the due process of law, they would thus be prevented from going to the high court or to another superior court and getting relief, as they are at the present. Sir, I would most humbly submit that if you look at the Service Tribunal Act and if you see Section (3) of this Act that provides as to how the Tribunal would be constituted. Now this would show as to how independent the Tribunal would be and as to what form of justice would be dispensed to these employees?

Section (3) says Sir, that the President may, by notification in the official gazette, establish one or more Service Tribunals and where there are established more than one Tribunal, the President shall specify in the notification that class or classes of civil servants in respect of whom or the territorial limits within which each Tribunal shall exercise jurisdiction under this Act.

2. The Tribunals shall have exclusive jurisdiction in respect of matters relating to the terms and conditions of service of civil servants including disciplinary matters.

3) Now this is the most important part. A Tribunal shall consist of a Chairman, being a person who is or has been or is qualified to be a Judge of the High Court.

Now here again, it is not necessary that the Chairman of the Tribunal be a serving Judge or a retired Judge of the High Court. It could be any person, it could be any person whom the government feels or the President feels that he possess the qualification of being appointed as a judge of the High Court, he could be appointed. Who would be the members, such number of members not exceeding three, each of whom is a person who possess such qualification as

may be prescribed by rules. Now the Act does not prescribe their qualification. I have gone through the rules that are available in this addition of the Civil Service Laws. I have not been able to come up with what are the qualifications that have been specified under the rules for a member to be appointed to the Service Tribunal. So, therefore, I would most humbly state that this is an attempt to circumvent the due process of law that is available at the present moment to the employees of corporations, autonomous and semi autonomous bodies and on the other hand, it is an attempt to circumvent the jurisdiction of the superior judiciary and this is something which is not new to the PML government. The PML government when it was in power during its last tenure, created by way of the 12th amendment the Special Courts which created a parallel judiciary, it is only today that we have heard that the PML (N) again wanted to bring about a Constitutional amendment whereby it wanted to create special courts thereby again circumventing the powers of the court but it was forced due to the fact that it did not command a two third majority in the Senate on its own and its coalition partners decided not to support it in this endeavour, this amendment would have crushed the powers of the judiciary, therefore, they have restrained from doing so. It is most unfortunate sir, that the honourable Advisor while giving a brief statement on the bill, once again went back on his old habit of concealing facts. He should realise that he is on the floor of the House. By simply saying that it is only an amendment to provide an appeal to interlocutory orders. He concealed the fact that he has sought in the bill to expand the scope of the definition of Civil Servants to include employees of Corporations, autonomous and semi autonomous bodies. If this is the way legislation is going to be done then lord help. You can see with what intention

the government has come forth with this amendment and therefore, we have in this process, we have moved two amendments to this bill and when the second reading of the bill is taken up, we will be discussing those amendments but essentially the purpose of those two amendments that we have moved is that in the first instance, we have said that if at all, first of all we oppose this bill but secondly if at all, on the basis of their brute majority, they want to go ahead with this bill, then at least to make it a slightly softer bill. We have proposed one amendment that it should have effect on employees who come into office or who get employment from the moment this bill is passed and not to employees who are already serving in the corporations. For the simple fact that their terms and conditions had already been settled. When they had come into the corporation, this law was essentially the purpose of those two amendments that we have moved is that in the first instance, we have said that if at all, first of all we oppose this bill but secondly if at all, on the basis of their brute majority, they want to go ahead with this bill, then at least to make it a slightly softer bill. We have proposed one amendment that it should have effect on employees who come into office or who get employment from the moment this bill is passed and not to employees who are already serving in the corporations. For the simple fact that their terms and conditions had already been settled. When they had come into the corporation, this law was not in effect at that time. The second amendment that we have moved is that all cases, all petitions, all suits, that are pending with reference to their service in any of the superior courts, should not be hit by coming into force of this Act. Therefore, on the basis of this sir, I would most humbly through you, request Raja Sahib to bear pressure on the government not to go ahead with this bill. Thank you.

Mr. Chairman: Qazi Mohammad Anwar Sahib.

Qazi Muhammad Anwar: Under Section 4 of the Service Tribunal Act, only the Civil Servants could go to the Service Tribunal and that too against a final order. Now the difficulty was that for the employees of the statutory bodies, the corporations, there was no forum available. Under Section 4 of the Service Tribunal Act, only the Civil Servants could go to the Service Tribunal and that again to a final order. Now the difficulty was that for the employees of the statutory bodies, the corporations, there was no forum available. Sir, it was then, 1994 when the Supreme Court, in Cadet College case gave a ruling that only the employees with the statutory rules could go for the enforcement of their rules, otherwise there was a Master and Servants Act applicable to them. This threw the large number of the employees of the Corporation to resolve the Master and Servant with having no forum. There was no forum for them. Sir, this is keeping in view that at an earlier stage the WAPDA Act was amended by Section 17 (1)(a) and they were made Civil Servants for the purpose of Service Tribunal. Now was the question that where should the employees of the Corporate Law Authority, the Corporation, the Statutory Organizations should go, they could neither go to the Labour Court, nor to the Civil Court because the Civil Court could not reinstate them nor the High Court. Mostly in their termination and dismissal disputed questions or facts are involved and their conduct be adjudicated in the High Court. This Bill provides them a forum for the adjudication of their grievances in respect of their dismissal, termination and retrenchment and the judgement of the Service Tribunal is appealable before the Supreme Court. This Bill was the need of the House and that is the reason that I welcome the Bill.

جناب چیئر مین۔ جی ایک منٹ، جناب بمذرمصاب آپ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر - جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بل جس غرض کے لئے لایا گیا ہے۔ رضا رہانی صاحب نے تو کچھ اور زاویے سے اس بل کو دیکھا ہے۔ دراصل اس بل کے ذریعے سے وہ تمام ملازمین جو فیڈرل کارپوریشنز میں ہیں اور وہاں کام کر رہے ہیں اور civil servant کی تعریف میں نہیں آتے تھے ان تمام کو civil servant کی تعریف میں لایا گیا ہے۔ یہ ایکٹ ان کے مفاد کے لئے ہے ان کے خلاف نہیں ہے، ان کے مخالف نہیں ہے اور ان کو civil servant کی تعریف میں لا کے ان کو ایک ایسا forum provide کیا گیا ہے جو forum ایک Service Tribunal کہلاتا ہے اور تمام اپنی ملازمت کی شرائط کے متعلق وہ Service Tribunal میں جا سکیں گے۔ وہاں اپنی seniority کے متعلق، وہاں اپنی تنخواہوں کے متعلق، وہاں اپنی employment کے متعلق، وہاں اپنی dismissal کے متعلق اور تمام چیزیں جو ہیں وہ اچھی طرح سے agitate کر سکیں گے اور پھر جناب والا! اس Service Tribunal کی اپیل کہاں ہو گی اس کی اپیل directly سپریم کورٹ میں ہو گی لیکن جو راستہ رضا رہانی صاحب کے خیال کے مطابق جو وہ تجویز فرما رہے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ آدمی Service Tribunal میں اگر نہیں جاتا تو یا وہ civil suit کرے گا، civil suit کرے گا تو civil suit میں Civil Judge کے پاس جانے گا، District Judge کے پاس جانے گا، ہائی کورٹ میں جانے گا پھر سپریم کورٹ میں پہنچے گا۔ لیکن اس لحاظ سے وہ Service Tribunal کے بعد سیدھا اپنی داد رسی جو ہے وہ سپریم کورٹ میں حاصل کر سکے گا اور اس لحاظ سے یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے لئے نہ صرف ایک forum provide کیا گیا ہے بلکہ ان کی جو undefined position تھی جو ان کی مبہم سی پوزیشن تھی اس کو generalize کر دیا گیا ہے، ایک طریقے سے اس کے لئے قانون بنا دیا گیا ہے تاکہ یہ کسی مبہم ہونے کا یا vague ہونے کے متعلق ان کے لئے یہ گنجائش نہ رہے۔

نمبر۔ 2 جناب میں یہ عرض کروں کہ اس میں یہ جو final order کے against اپیل رکھی گئی تھی، دوسری provision یہ رکھی گئی ہے کہ final کا لفظ اڑا دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اب ان کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ کسی order کے against بھی اپیل دائر کر سکیں گے۔ یہ صرف نہیں کہ final order کے ساتھ ہی جائیں گے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان ملازمین کے مفاد کے لئے یہ بل لایا گیا ہے۔ جہاں تک جناب ترامیم کا سوال ہے وہ جب آئیں گی تو پھر ان کے متعلق عرض کریں گے تو ان ترامیم سے بھی میں سمجھتا ہوں کہ غلط خواہ طور

یہ اس بل میں کوئی advancement نہیں ہو گی یا اس بل میں کوئی اچھائی پیدا نہیں ہو گی۔ اس لئے میں اس بل کی پرزور حمایت کرتے ہوئے ہاؤس سے استدعا کروں گا کہ اس کو پاس کیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ اقبال حیدر صاحب۔

سید اقبال حیدر۔ جناب چیئرمین! میں معذرت کے ساتھ اگر آپ سے تھوڑی سی indulgence دے دوں کیونکہ بہت دیر سے نہ صرف یہ کہ قائد اعظم یونیورسٹی کے طالب علم demonstration کر رہے تھے۔

جناب چیئرمین۔ legislation جاری ہے، نہیں اس طرح نہ کیا کریں۔ do not disrupt me, no sorry, Iqbal Haider sahib please do not disrupt me, legislation is a very serious آپ لوگ پھر یہ بھی شکایت کرتے ہیں کہ وقت نہیں ملا why disrupt that اب serious معاملہ ہے۔

سید اقبال حیدر۔ میں صرف اتنا چاہتا تھا کہ منسٹر صاحب کو کہ پولیس ان کو مار رہی ہے۔ انہیں بھگا رہی ہے۔

Mr. Chairman: Please you talk about the bill for the present.

Syed Iqbal Haider: Mr. Chairman, my basic objection is that this bill is a very unfortunate attempt to insult the intelligence of the legislature, judiciary and the people of Pakistan. It is a one of the worst examples of hoodwinking. The real objective is simply, is to curtail jurisdiction of the superior courts of Pakistan and to vest powers with the tribunal which is nominated by the government itself, it is not an independent tribunal. When a presiding officer of this service tribunal is a retired judge, selected by the government, may it be any government, I do not think, he is in a position to exercise that independence that is expected of his office. This is the basic objection. The object is not to provide them relief and remedy as ostensibly they are trying to portray. The objective is to

deny them relief and remedy that they are seeking from the High Courts of Pakistan. Secondly sir, this plea of bringing the employees of statutory bodies and autonomous corporations is itself a contradiction, because statutory bodies' employees are governed by their own respective statute. There will be a conflict of statute sir. Every statute may it be PIA, may it be PIDC may it be any other statutory body, may it be National Highway Authority, if you recall we have been passing several Acts in respect of statutory organizations or corporations. All provide for their own terms of service and all provide for the remedy. So, for the purposes of dismissal, you are treating them like a civil servants and for the purposes of appointment they are not treated as civil servants, so there will be a clear cut confusion, chaos in respect of the terms and conditions of their service, that for all other purposes they are not civil servants and for the purposes of dismissal and some selected matters they are treated as civil servants or at par with the civil servants and then in conflict with their own statute which regulates their corporation. This will create chaos and confusion as these autonomous bodies have their own forum available under their statute plus High Courts. Why should they deny the High Court of the jurisdiction or consider the High Court judges in any way lesser competent than the service tribunal, are you trying to say that? Would the government make this statement before any High Court? I challenge them that sir, we are curtailing jurisdiction of the High Court because we find that the services tribunal judges are far more superior in integrity and competence. This is ridiculing the judiciary, they have been accusing us of undermining the judiciary now they are themselves curtailing the jurisdiction of the judiciary. And on the second point, it will create a complete chaos and confusion in respect of the terms and conditions of service of autonomous bodies and statutory corporation and

then it will dilute the character of their autonomy, if they are treated as civil servants because once you say that they are autonomous that means they are not part of the government, that means that they are not under the administrative control of the government, government may be a share holder but it remains an autonomous body in determining its affairs relating to the administration. So it will be a complete chaos and confusion and overlapping and conflict of the statute. Every kind of ill I foresee emanating from this so called Bill which is ostensibly, very innocently being presented, sir we are only going to provide the relief to these persons, in fact relief is not intended to be provided, relief is intended to be denied. I strongly oppose this bill and support the amendments that have been moved by my learned friend. Thank you sir.

Mr. Chairman: Justice Afzal Lone.

Justice (Retd.) Muhammad Afzal Lone: Thank you sir. I will say a few words about the comments offered by the honourable Senator sitting just in front of me regarding the independence of the Service Tribunal. The Service Tribunal had been created under the provisions of Article 212 of the Constitution and the year of enactment is 1973-74 when the Peoples Party government was in power. They have remained in power for many years. Why didn't they think of changing the complexion and pattern of the Service Tribunal. Now, it is said that since the Chairman of the Tribunal is not a sitting judge of the High Court, it would rob away the independence of the Tribunal. This argument is neither here nor there.

The next contention is that under the garb of amendment the independence of the judiciary is being affected. The correct position sir, is that

previously appeal was maintainable only against a final order. The result was that interlocutory orders were made subject matter of the judicial review before the high courts. Sir, you know well that writ doesn't lie in every case. It was only in few cases where some very important legal issue was involved or question of jurisdiction was there that the writ petition was maintainable. The result was that a very large number of litigants whose cases were put by the lawyer community, to whom I belong, did not receive any relief from the high court and the writ petitions were dismissed in lumen. This fact is not to be lost sight of that an appeal against the orders of the Tribunal lie before the apex court. What more judicial decision is needed by them that the apex court hears the appeal against the decision of the Tribunal.

As regards, the extension of the enactment to the corporate bodies, the basic principle which is applicable to such cases has always been the principle of master and servant. Of course, certain exceptions were created by some of the high courts that where the service conditions are governed by statutory rules, the matter may be lifted before the high court in writ jurisdiction but now the status of civil servants for a limited purpose has been given to the employees of the corporation meaning thereby that even if there is some interlocutory orders against the employees of the corporation, they can approach the Service Tribunal whereas such relief previously, was not available to them under writ jurisdiction. Now, if the Tribunal does not give them any relief, they can go to the Supreme Court. What is wrong with this amendment. Thank you very much.

Mr. Chairman: Mr. Taj Haider.

جناب تاج حیدر۔ جناب والا! کچھ مختصر گزارشات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

میری بنیادی دلیل یہ ہے کہ ہر چند کہ ہمارے آئین میں بنیادی حقوق کے باب میں اس بات کا ذکر نہیں ہے، بہر حال دنیا کے بہت سے آئین ہیں جن میں حق روزگار کو بنیادی حق تسلیم کیا گیا ہے اور ہم میں سے جتنے بھی خوف خدا رکھنے والے لوگ ہیں اور جتنے بھی انسانیت سے محبت رکھنے والے لوگ ہیں، وہ حق روزگار کو ایک بنیادی حق تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس لئے میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ جتنے بھی ایسے قوانین ہیں جن میں لوگوں کے حق روزگار پر بات ہو رہی ہے اس میں ہمیں بڑا محتاط رویہ اختیار کرنا چاہئے اور اس چیز کو لازمی بنانا چاہئے کہ لوگوں کا حق روزگار مجروح نہ ہو اور اس پر جناب ہماری دونوں جماعتوں کے مختلف رویے ہیں۔ ایک جماعت ہے جو اس بات میں فخر محسوس کرتی ہے کہ ہم نے ٹھیک ہے ہزاروں، لاکھوں کو روزگار دیا ہو گا لیکن ہم نے ایک آدمی کو بھی روزگار سے محروم نہیں کیا اور روزگار سے نہیں نکالا۔ دوسری جماعت کا رویہ یہ ہے کہ جناب لوگوں کو بہت روزگار دے دینے گئے ہیں، ضرورت سے کہیں زیادہ لوگ بھرتی کر لئے گئے ہیں اس لئے لوگوں کو نکالا جائے۔ تو یہ دو متضاد رویے ہیں اور میں اپنی جماعت کی طرف سے یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں کوئی بھی بل بناتے وقت یہ ضرور دیکھنا چاہئے، اور میں کسی حالت میں بدعنوانی یا رشوت خوری یا سستی کو برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوں لیکن میں کبھی اس چیز کو support نہیں کروں گا کہ ہم کسی ملازم کو برخاست کرتے وقت levels of appeal کو کم کریں۔ یہ levels of appeal جو کہ سول جج کے یول پر ہیں پھر ہائی کورٹ کے یول پر ہیں، سپریم کورٹ کے یول پر ہیں، یہ کسی بھی ملازم کو یہ موقع فراہم کرتے ہیں کہ اگر ایک جگہ اس کی بات نہ سنی جائے تو وہ اگلے یول پر سنی جا سکے اور پھر تیسرے یول پر سنی جا سکے۔ اس وقت جو آپ کر رہے ہیں یعنی آپ کیلے رہے ہیں اور آپ کیا دے رہے ہیں۔ لے رہے ہیں آپ اس سے مختلف levels of appeal اور دے رہے ہیں اس کو آپ ایک appointed service tribunal جس کو appoint کرنے کا اختیار حکومت کے ہاتھ میں ہے اور وہ حکومت کی پالیسی کو لاگو کرے گا اور اس کے بعد اس کی اپیل صرف سپریم کورٹ آف پاکستان میں ہو گی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ سپریم کورٹ کے اندر کون سا employee جا سکتا ہے، صرف وہی جا سکتا ہے کہ جو بدعنوان ہو اور جس نے اتنے پیسے جمع کر رکھے ہوں کہ وہ سپریم کورٹ کے یول کے کسی lawyer کو اس کی فیس ادا کر سکے۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہمیں ان levels of appeal کو ختم نہیں کرنا

چاہئے' یہ levels of appeal ہمیں رکھنے چاہئیں اور اگر یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس قسم کا بل پاس کیا جائے تو پھر جو amendments ہماری طرف سے propose کی گئی ہیں ان کو ضرور رکھا جائے تاکہ جو لوگ اس وقت corporations کے ملازم ہیں وہ کم از کم اس قانون سے affect نہ ہوں اور ان کو وہ levels of appeal حاصل رہیں جو کہ پہلے انہیں حاصل ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ جی۔ ڈاکٹر جنی صاحب۔

ڈاکٹر عبداللہ بلوچ۔ جناب میں اس بل کے بارے میں صرف اتنا عرض کروں گا

کہ یہ عموماً کہا جاتا ہے کہ ملازمین کو relief دینے کے لئے tribunals میں اس طرح کی amendments کر رہے ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ یہاں ہمارے ملک کی روایت یہی ہے کہ tribunals جتنے بھی ہوتے ہیں وہ حکومت کے مفاد میں فیصلے کرتے ہیں ورنہ عام قوانین یا جو rule of law جس کو ہم کہتے ہیں یا judiciary کی جو independence کی ہم بات کرتے ہیں اور fundamental rights کی ہم بات کرتے ہیں، روزگار کی ضمانت کی بات کرتے ہیں، یہ اس کی نفی ہے میری نظر میں۔ پھر اس کے علاوہ جو دوسری سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ مسلم لیگ کے بارے میں عام تاثر اس ملک میں یہ ہے کہ یہ جب بھی اقتدار میں آتے ہیں یہ لوگوں کو نکالتے ہیں۔ یہ جنرل بات ہے، میں نہیں کہہ رہا یعنی میں یہ عام لوگوں کی بات کر رہا ہوں کہ پیپلز پارٹی والوں کے بارے میں یہ ہے کہ وہ بغیر میرٹ کے دھڑا دھڑ بھرتی کرتے ہیں مڈل، میٹرک، ایف اے جو بھی ہو ان کے بارے میں عام لوگ یہ تاثر لیتے ہیں یعنی qualification کا خیال کم کرتے ہیں یا وہ میرٹ یا طریقہ کار کا خیال نہیں رکھتے بلکہ دھڑا دھڑ اپنے طور پر بھرتی کرتے ہیں۔ مسلم لیگ کے بارے میں یہ عام تاثر ہے کہ یہ جب بھی آتے ہیں نکالتے پر زور دیتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس وجہ سے بھی لوگوں کے ذہن میں بات مشکوک ہے کہ یہ جو tribunals بن رہے ہیں یا جو خود مختار اداروں میں employees ہیں ان کو بھی اسی طرح سے، کیوں کہ ابھی میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ دو لاکھ تیس ہزار کی باتیں عام ہیں، بھٹی پہلا down sizing تو یہی ہو گا۔ اب یہ کہاں سے نکلیں گے، PIA سے نکلیں گے، WAPDA سے نکلیں گے، Railway سے نکلیں گے، اور اداروں سے نکلیں گے۔ یہ میں مانتا ہوں کہ ہمارے ملک کے اندر تمام ادارے over saturated ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے

کہ ہمارے ہاں private jobs کے مواقع نہیں ہیں ، private sector ہمارے ہاں لوگوں کو absorb نہیں کرتا ہے تو زیادہ یہاں جو زور ہے وہ سرکاری اداروں پر ہے ، سرکاری ملازمت پر ہے یا پھر وہ ادارے جو حکومت کے زیرِ انتظام ہیں ، کہنے کو تو خود مختار ہیں لیکن حقیقتاً خود مختار نہیں ہیں۔ سارے لوگ اس طرف رخ کرتے ہیں۔ چاہتے تو یہ ہے کہ معیشت کا ہم رخ ٹھیک کریں اور ہمارے ملک کی جو industry ہے وہ agro based industry ہونی چاہئے۔ اس پر ہم اگر توجہ دیں ، روزگار کی طرف توجہ دیں تو یہ شک و شبہات لوگوں کے ذہن سے نکل جائیں گے کہ بھئی واقعی ہماری حکومت نے سب سے پہلا یہ کام کیا ہے کہ عام آدمی کو روزگار کی ضمانت دی ہے۔

جناب چیئرمین! حقیقی بات یہ ہے کہ عام آدمی اس ملک کے اندر ، موجودہ حکومت کے وقت میں بھی یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کو ابھی تک ایک پائی کا بھی relief نہیں ملا اور اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ہاں کاروباری طبقے کو فائدہ ہوا ہے اور ان کے لئے قوانین بنائے جا رہے ہیں لیکن جو عام شہری ہے جو بیچارہ ووٹ دیتا ہے اور حکومت کو اقتدار میں لاتا ہے اور وہ لوگ ان پر فخر کرتے ہیں۔ لیکن ان کو کوئی relief نہیں دیتا ہے۔ اس طرح پھوٹے ملازم کو بھی ریلیف نہیں جس کی تنخواہ دو ہزار ہے یا تین ہزار تک ہے۔ اس پر حیران ہوں کہ اس معزز ایوان میں ایسے قوانین کیوں نہیں بنائے جاتے ہیں جس سے عام آدمی کو بھی فائدہ ہو۔ کم از کم وہ بد بخت محسوس کرے کہ اس ملک کے ایوان میں ان کے مسائل پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔ میں انہی گزارشات سے عرض کروں گا کہ جو عدلیہ کی آزادی ہے اور عوام کے اور ملازمین کے جو fundamental rights ہیں ان کا خاص خیال رکھیں۔

جناب چیئرمین۔ جی سیف اللہ خان پراچہ صاحب۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ۔ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور مجھ سے پہلے ہمارے اس ایوان میں بڑے بڑے لائق و کیلوں نے اپنے تجربے اور اپنی معلومات کے مطابق اس بل پر اپنے خیالات پیش کئے ہیں۔ میں تو کوئی lawyer نہیں ہوں مگر ایک دو چیز کی طرف ضرور توجہ دلاؤں گا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جو سروسز ٹریبونلز ہیں ان کے متعلق آپ ذرا صوبے میں دیکھ لیں کہ وہ کیسے چل رہے ہیں۔ سالوں سال

گزر جاتے ہیں کیسز کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ 'delay' ہوتے رستے ہیں اور وزیر صاحب کی میں توجہ دلاؤں گا کہ اگر وہ پاکستان کے صوبوں کے ریکارڈ منگوائیں تو ان کے سامنے ساری پکچر صاف ظاہر ہو جائے گی اور یہی کچھ فیڈرل گورنمنٹ کے سروس ٹریبونل کا ہو گا یہ پہلی بات ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر مقدمہ واقعی یہی ہے کہ ان کو ایک ریٹیف دینا ہے تو پھر علاوہ ان amendments کے جو کہ اس ایوان میں آ رہی ہیں یہ ٹائم limit کی بھی amendment ہونی چاہئے کہ اگر سروسز ٹریبونل چھ مہینے کے اندر فیصلہ نہیں کرتا تو پھر complainant کو ہائی کورٹ میں جانے کا حق ہونا چاہئے۔ دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ جیسا میں عرض کر چکا ہوں کہ میں lawyer تو نہیں مگر اگر ایبل سپریم کورٹ تک کی ہو گی تو میری پھوٹی معلومات کے مطابق سپریم کورٹ میں صرف قانونی پوائنٹ پر ہی ہو سکے گی تو پھر ان کو کیوں محروم کیا جائے کہ وہ ہائی کورٹ میں نہ جاسکیں تو میری گزارش یہ ہو گی کہ ایک سروس ٹریبونل کا time limit ہونا چاہئے۔ نمبر 2 complainant کو ہائی کورٹ میں جانے کی اجازت ہونی چاہئے اور پھر اس کے بعد وہ سپریم کورٹ میں جائے۔ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ جی سرانجام خان صاحب۔

جناب سرانجام خان۔ جناب چیئرمین ! ہمارے کچھ دوستوں نے کہا بھی ہے کہ مسلم لیگ کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ لوگوں کو نکالتی ہے اور ہماری پارٹی لوگوں کو نوکریاں دیتی ہے۔ میں اس کی ایک پھوٹی سے مثال دوں گا کہ 1988 میں ایک لڑکا میرے پاس آیا کہ میری age relaxation کرا دیں اور وہ 8 سال کی کرائی ہے اور دس سال کا اختیار چیف سیکرٹری کے پاس ہے۔ ہم نے جب اس کا پتا کیا تو اس آدمی کی age relaxation اٹھارہ سال کی چاہئے تھی اور believe me sir کہ جب ان کی حکومت آئی تو اس کو اٹھارہ سال کی age relaxation ملی اور وہ آج تک نوکری کر رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ صرف غیر قانون طریقے سے ان کے دور میں سروسز دی گئی ہیں بلکہ پیچھے گئی ہیں اور اگر اس پر relevant لوگوں کا حق ہے اور اگر حکومت ان لوگوں کو regularize کرنا چاہتی ہے تو پھر میں اس بل کے حق میں ہوں کیوں کہ وہاں پر اتنی غیر قانونی طریقے سے بھرتیاں ہوئیں and particularly in Education Department, Local Government Department ان میں اتنی بے قاعدگیاں ہوئی ہیں کہ ان

چیزوں کو regularize کرنا چاہتے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کے لوگوں کو روزگار ملے لیکن جس کا حق ہے۔ حقدار کو حق پہنچنا چاہتے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ شیخ رفیق صاحب۔

شیخ رفیق احمد، جناب ہر روز ہم یہاں ان کی تقریریں سنتے ہیں وہ لاکھوں لوگوں کو

statutory body سے semi autonomous bodies سے، autonomous bodies سے نکالتے کی باتیں ہو رہی ہیں یہ ان لوگوں کے حقوق پر ایک قسم کا ڈاکہ ہوگا اس بل کے ذریعے اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل پاس نہیں ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین، جی جاوید اقبال عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی، جناب یہ بل پاس ہونا چاہئے اور جیسا کہ ہمارے دوستوں نے کہا کہ کچھ لوگوں کو پیپلز پارٹی والے بھرتی کرتے ہیں اور مسلم لیگ والے نکالتے ہیں۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دوں گا کہ 1985ء سے لے کر 1988ء تک محمد خان جونیجو صاحب جو وزیر اعظم تھے انہوں نے چالیس ہزار لڑکے نئی روشنی اسکولوں کی اسکیم میں بھرتی کئے تھے۔ جیسے ہی ان کی حکومت آئی تو بنیاد انہوں نے رکھی تھی، ان چالیس ہزار بچوں کو بے روزگار کیا تھا۔ یہ بالکل ٹھیک بات ہے اور ریکارڈ پر ہے۔ بہر حال آپ کو یہ شرم آئی چاہئے کہ آپ کہتے ہیں کہ ہم نکالتے ہیں۔ یہ وہ جماعت ہے جس نے پاکستان بنایا تھا۔ اور یہ اس پاکستان کو توڑنے والی جماعت ہے۔ لہذا یہ روزگار مہیا نہیں کرتے۔ یہ روزگار بچتے ہیں۔ ایک ایک اسکول ماسٹر سے انہوں نے پانچ پانچ ہزار، دس دس ہزار اور بیس بیس ہزار روپیہ لیا۔ کلاس فور کی بھرتی کے لئے انہوں نے دس دس ہزار اور بیس بیس ہزار روپیہ لیا۔ ہمارے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ اس لئے یہ بل پاس ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین، شکریہ جناب۔ جی جناب اورنگ زیب صاحب۔

راجہ اورنگ زیب، جناب والا! یہ جو amendment bill پیش ہوا ہے میں اس کی حمایت کرتے ہوئے اپنی طرف سے یہ دلائل دینا چاہتا ہوں کہ جناب والا! جو ہمارے دوست یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور جو اس بل کی مخالفت کر رہے ہیں اگر یہ اپنے گریبانوں میں جھانکیں تو یہ دیکھیں کہ انہوں نے اپنے دور اقتدار میں کن کن لوگوں کو ملازمتیں دیں اور ان کا

criterion کیا تھا۔ میرے علم میں یہ بات ہے، جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے اپنے دور اقتدار میں بیس ہزار سے لے کر دس لاکھ روپے تک نوکریاں بھیجی ہیں اور ان لوگوں سے انہوں نے پیسے لے لیے ہیں اور پیسے لینے کے بعد ان لوگوں نے نوکریوں کی لوٹ سیل لگائی ہوئی تھی اور یہاں پر کسٹم کا جو انسپکٹر بھرتی ہوتا تھا اس کے لے چھ لاکھ روپے لیتے تھے، جو ایف آئی اے میں انسپکٹر بھرتی ہوتا تھا اس کے لے آٹھ لاکھ روپے، جو ٹیجر بھرتی ہوتا تھا اس کے لے تیس ہزار روپے اور جب سے ہماری حکومت آئی ہے تو ہمارے قاعدہ میاں محمد نواز شریف صاحب نے سب سے پہلے یہ اعلان کیا کہ ہماری حکومت میرٹ کے بغیر کوئی کام نہیں کرے گی۔ دماغ میرٹ پر ہوں گے، بھرتی میرٹ پر ہوگی۔ لیکن ان کو اب تکلیف ہو رہی ہے کیونکہ ان لوگوں کے جیلے، جو ساٹھ سال کا آدمی تھا اس کی عمر کو تیس سال کیا گیا ہے، جو چالیس سال کا تھا اس کا شناختی کارڈ جعلی بنوا کر انہوں نے جعلی لوگ بھرتی کئے۔ اس لے ہم جناب اس بل کی حمایت کرتے ہیں کیونکہ یہ بل جو ہے یہ ان لوگوں کو protect کرتا ہے جو صاف ستھرے، شفاف اور clean لوگ ہیں اور اگر ان کے خلاف کوئی انتظامی کارروائی ہوتی ہے تو ان کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ tribunal میں جائیں اور tribunal کا جو فیصلہ ہوگا اس کے بعد پھر straight away وہ ان کی remedy ہے، ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جناب سپریم کورٹ میں جا کر اپنے حقوق حاصل کریں۔

تو جناب میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، شکریہ جناب۔ جی جناب مندوخیل صاحب۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل، شکریہ جناب۔ میں اس بل کی حمایت کرتے

ہوئے اور اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ پچھلے دور میں جو بھرتیاں ہوئیں، میرے بھائی صاحب نے کہا کہ مسلم لیگ والے نوکریوں سے نکالتے ہیں اور پیپلز پارٹی والے نوکریاں دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے، لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ پیپلز پارٹی والے criterion کو نہیں دیکھتے ہیں۔ میٹرک پاس، مڈل پاس، نج لگاتے ہیں اور جناب یہ ہم ثابت کر کے دیں گے۔ اور بڑے بڑے افسر لگاتے ہیں جناب۔ اس وقت پاکستان کی عمر پچاس سال ہوگئی ہے۔ ابھی بھی ہمارے پاس بہت سے اچھے لوگ ہیں جو کہ ریٹائرمنٹ کے نزدیک پہنچ چکے

ہیں، جب یہ ان پڑھ لوگ، میٹرک پاس، مڈل پاس لوگ، گریڈ 20 تک پہنچیں گے اور گریڈ 21 تک پہنچیں گے تو میں سمجھتا ہوں، جناب کہ آئندہ آنے والے وقت میں ملک کا کیا بنے گا۔ میٹرک پاس، مڈل پاس لوگ کیا فیصلے کریں گے۔ وہ کیا سمجھ سکیں گے کہ ملک کے لئے کیا چیز بہتر ہے اور کیا چیز بہتر نہیں ہے۔ ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آنے گی۔

میں جناب والا! اس بات کو دوبارہ کہتا ہوں کہ اس وقت تک اللہ کا فضل ہے کہ اس ملک میں ابھی ایسے آکسیران ہیں جو سٹل سے چلے آ رہے ہیں اور ان کے اب چھ ماہ، ایک سال یا دو سال رستے ہیں۔ جب یہ لوگ ریٹائر ہو جائیں گے تو ان کی جگہ جیلے لیں گے تو پھر ملک کا کیا بنے گا۔ ہمیں اس بات کا بہت حدشہ ہے کہ ایسا نہ ہو جائے۔ اس لئے میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں کہ یہ بل پاس ہونا چاہئے۔ میں نواز شریف صاحب کی اس پالیسی کی داد دیتا ہوں کہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ملک کی حالت کو، اس ملک کی سول سروس اور اس ملک کی جوڈیشری کو بہتر بنایا جائے تاکہ آنے والے وقتوں میں صحیح فیصلے ہو سکیں اور صحیح کام ہو سکیں۔ اس لئے میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں

جناب چیئرمین۔ صدر عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا!

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ آپ نے صرف بل پر بات کرنی ہے، جھگڑا نہیں کرنا ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جھگڑے والی کوئی بات نہیں ہوگی۔ جناب والا! یہ جو بل سروس ٹریبونل ایکٹ میں ترمیم کے لئے یہاں پیش ہوا ہے، اس پر عرض کرنے سے پہلے جناب خالد انور صاحب کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خالد انور صاحب کی تعریف یہ ہے کہ وہ چاہیں تو 58(2)B کو صحیح ثابت کر دیں۔

جناب چیئرمین۔ خالد انور صاحب کا نام اس بل میں نہیں ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ تھوڑا بحث کے دوران مزاح بھی ہونا چاہئے۔ وہ چاہیں تو 58(2)b کے نفاذ کو غلط ثابت کر دیں۔ چاہیں تو اس کے نفاذ کو صحیح ثابت کر دیں۔ چاہیں تو پارلیمنٹ سے 58(2)b کو ہی اڑا دیں۔

جنتاب والا! اس بل میں ہو یہ رہا ہے کہ definition of civil service تبدیل کی جا رہی ہے اور Civil Servants Act کو amend کیا جا رہا ہے۔ جس ماحول میں یہ بل آ رہا ہے اس کے پیش نظر ہم جیسے لوگوں کی apprehensions بڑھی ہیں۔ اب یہ بل اس ماحول میں آ رہا ہے کہ گورنمنٹ دھڑا دھڑا retrenchment کر رہی ہے۔ PIA سے لوگ نکالے جا رہے ہیں۔ Intelligence Bureau سے لوگ نکالے گئے ہیں۔ اسی طرح سے روز کوئی نہ کوئی خبر آ رہی ہے کہ لوگ نکالے جا رہے ہیں۔ ان اقدامات کے خلاف متعلقہ لوگ ہائی کورٹ میں جا رہے ہیں۔ اب دیکھا یہ جا رہا ہے کہ ہائی کورٹ کچھ اور نہیں تو کم از کم injunction یا stay order ضرور جاری کر رہا ہے۔ basically اس injunction یا stay orders جو ہائی کورٹ جاری کر رہی ہیں، ان کو by pass کرنے کے لئے یہ بل لایا جا رہا ہے۔ ون صاحب، میرے بہت بزرگ ہیں، گو کہ میں کوئی وکیل نہیں ہوں، انہوں نے آئین کے آرٹیکل 212 کو refer کیا ہے جن کے تحت یہ tribunals قائم کئے جا رہے ہیں۔

"Notwithstanding anything hereinbefore contained the appropriate Legislature may by Act one or more Administrative Courts or Tribunals to exercise exclusive jurisdiction in respect of matters relating to the terms and conditions of persons in the service of Pakistan".

جنتاب والا! Service of Pakistan کی جو definition ہے، وہ Civil Service Act میں ہے، Tribunal Act میں نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ اسی کلاز کے نمبر 2 پر جائیں۔

"Notwithstanding anything hereinbefore contained where any Administrative Court or Tribunal is established under clause (1) no other court shall grant an injunction, make an order or entertain any proceeding in respect of any matter to which the jurisdiction of such Administrative Court or Tribunal extends.

جنتاب والا! ہمارا basic objection یہ ہے کہ اس چیز کو جو courts اس وقت آپ دیکھ رہے ہیں کہ لاہور ہائی کورٹ میں stay ہو رہے ہیں۔ PIA سے جن ملازمین کو نکالا گیا سندھ ہائی کورٹ نے ان کی favour میں فیصلہ کیا۔ سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس، جسٹس مامون قاضی اور ان کے

ساتھ bench میں جو بیج صاحبان تھے ' انہوں نے یہ declare کیا کہ ان لوگوں کو سروس سے نکلنے کی جو کارروائی تھی That was illegal - اس گورنمنٹ نے پچھلی حکومت پر PIA میں بھرتی کے بارے میں ابکاروں پر ایک reference بنایا ہوا ہے - اس کی ابھی تک illegality prove نہیں ہوئی ہے بلکہ اس کی legality prove ہو گئی ہے - سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ جو برطرفیاں تھیں ' وہ illegal تھیں - تو جناب میری آپ سے اتنی عرض ہے اور اہل حکومت اور اس کے حامیوں سے بھی ہے کہ یہ جو بل لایا جا رہا ہے اس میں جو basic ماحول ہے اور کورٹس کے اندر ان کارکنوں کو جو ریٹیف مل رہا ہے اس کو ہائی پاس کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے - service tribunal کی طرف move کر کے اور بنیادی بات جو میں نے پہلے کہی کہ civil servant کیا ہے - یعنی سول سروس ایکٹ ۷۴ء سول سروینٹ کو define کرتا ہے - اور اس میں 2B civil servant کو define کرتا ہے - اور کچھ سول سروینٹ کو حقوق بھی دیتا ہے کچھ privileges بھی دیتا ہے - اور جو اس کے تحت ملازمین کو حقوق اور تحفظ حاصل ہیں وہ تو آپ ان ملازمین کو نہیں دے رہے - آپ ان کو یہ حقوق تو نہیں دے رہے لیکن آپ ان کو سول سروینٹ کی جو definition ہے وہ سروس ٹریبونل ایکٹ میں ترمیم کر کے ان پر قدغن لگا رہے ہیں - یہ کہاں کا انصاف ہے کہ سول سروینٹ کی جو definition ہے اس پر تو آپ نہیں جا رہے - یعنی جو malafide ہے prove یہاں سے ہوتی ہے -

یہ گورنمنٹ سینٹ کے اندر دو بل لائی ہے - صحیح بل جن کو میں کہوں گا - قصاص و دیت کا ' اور یہ بل جس میں ساری malafide ہے - اگر آپ اس کا جائزہ لیں تو یہ کہتے کیا ہیں -

In the Service Tribunal Act 1973 hereinafter the subsequent said Act in Section-2

in Clause refer and the word, shall include a person declared to be a civil servant

under Section-2- A definition کی ایک definition دی ہوئی ہے - سول سروس ایکٹ کے اندر ' اس definition کو آپ سروس ٹریبونل ایکٹ کے اندر تبدیل کر کے ایک نکلار ۲ - اے شامل کر رہے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اس کا جائزہ لیں تو بالکل malafide قسم کا ایکٹ ہے اور جس ماحول میں یہ لائی جا رہی ہے اس ماحول کو سامنے رکھتے ہوئے یہی کہہ سکتا ہوں -

جناب بہت باتیں ہوتی ہیں کہ پیپیز پارٹی یہ کرتی ہے وہ کرتی ہے - جناب جب میاں

محمد نواز شریف صاحب پنجاب کے چیف منسٹر تھے تو یہ مشہور تھا کہ appointed in relaxation of all rules and regulations 45 سال کے تھانیدار جو in relaxation of all rules and regulations کے بھرتی کئے گئے ہم نے ان کو regularise کیا۔ پینتالیس سال کے انہوں نے اسے ایس آئی بھرتی کئے تھے۔ in relaxation of all rules and regulations ہم نے کبھی ان کو نہیں نکالا۔ میرے ایک محترم دوست عباسی صاحب نے یہاں بات کی۔ میں آپ کو یہاں یقین دلاتا ہوں کہ اگر کوئی contract appointment تھی تو وہ شاید نکل گئی ہو لیکن جو لوگ officially service کے اندر آئے۔ ان کو ہم نے پہلے regularise کیا اور ہاتھ تک نہیں لگایا۔ دوسرے لوگوں کو ہم نے بعد میں بھرتی کیا۔

بہر حال جو بل میں ترامیم لائی جاری ہیں۔ تو میں عرض کروں گا کہ اگر آپ نے اس میں ترامیم کرنی ہی ہیں تو پھر آپ سول سروینٹ ایکٹ میں ترامیم لائیں تاکہ ان ملازمین کو وہ حقوق تو حاصل ہوں جو سول سروینٹ کو حاصل ہوتے ہیں۔

ایک دوسری بات جناب ہو کیا رہا ہے؟ کارپوریشنز کے اندر ایک عجیب خوف طاری ہے۔ آپ کسی بھی کارپوریشن میں جا کر جائزہ لیں۔ میں ابھی اس بات پر نہیں جا رہا کہ ابھی PIA میں پائٹ کو back date میں لگا دیا گیا۔ ایک پائٹ 737 کا پائٹ، آپ ہمیں تو گالیاں دیتے تھے۔ آپ پلی آئی اسے میں جا کر پتہ کریں کہ کس کو نیویارک میں جبرل منیجر لگایا گیا ہے۔ میں کسی کا نام نہیں لے رہا۔ لیکن جب آپ باتیں اٹھاتے ہیں تو ٹھیک کرنے کی بھی کوشش کریں۔ ہم پر الزام لگاتے ہیں تو آپ تو اس کو ٹھیک کریں۔ میری آپ سے عرض ہے کہ اس وقت کارپوریشن میں خوف طاری ہے۔ عجیب خوف ہے اور لوگ خوفزدہ ہیں۔ کہ کیا ہونے والا ہے اور اس ماحول میں وہاں کی مینجمنٹ سے اس قسم کے فیصلے کروانے جا رہے ہیں کہ جن کا میں یہاں ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ ان کے اپنے روز اور قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ ان کو آپ چھوڑ کر آپ ایک سروس ٹریبونل ایکٹ میں ترمیم کر کے، میں سمجھتا ہوں ان لوگوں کے ساتھ صریحاً زیادتی ہے۔ میں حکومت اور اس کے اتحادیوں سے بھی اپیل کروں گا کہ اس میں ترمیم کو واپس لیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ جی محمد شاہ آفریدی صاحب۔ بل پر ہی بات کرنی ہے ادھر ادھر کی بات نہیں کرنی۔

حاجی محمد شاہ آفریدی - جناب چیئرمین! میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے جو بل لایا ہے۔ جو وہ کہتا ہے وہی کرنا ہے۔ ہم تو ہوا کی طرح چلے جاتے ہیں۔ میں صرف ان کو یہ درخواست کرتا ہوں کہ قانا کے جو لوگ 96-1993ء تک بھرتی ہوئے ہیں۔ براہ مہربانی ان پر کسی قسم کا بوجھ نہ ڈالیں کیونکہ وہ کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ بہر حال یہ میں کہہ سکتا ہوں کہ اس بار قانا کو 96-93ء تک مکمل کوٹ ملا ہے۔ قانا کے لئے بلکہ خصوصاً خیبر ایجنسی کا میں ایم این اے بھی رہ چکا ہوں۔ میں اس حکومت کو اور پیپلز پارٹی کی حکومت کو اور نگران حکومت کو چیلنج کرتا ہوں کہ نوکری پر اگر ایک پیسہ بھی ان حکومتوں میں سے کسی کو دیا ہو یا کسی کو ایک چلنے کا پیالا بھی پلایا ہو تو تب بھی میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ صرف میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سارے ایم این اے کو اس قسم کا اختیار دے کر یہ زیادتی ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ بل پر بات کریں نل۔ آپ تو کوئی اور بات کر رہے ہیں۔

حاجی محمد شاہ آفریدی۔ بل کے بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بل پر اگر کوئی حکومت بھرتی کرنا چاہتی ہے تو -----

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ یہ بھرتی کا بل نہیں ہے۔ سروس ٹریبونل کا ہے۔ ٹھیک ہے جی بات سمجھ آگئی ہے۔ اقبال ظفر جھگڑا صاحب۔

انجینئر ظفر اقبال جھگڑا۔ جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ کے دور میں نوکریوں سے نکالنے پر زور ہوتا ہے۔ میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ نکالنے پر نہیں بلکہ میرٹ پر زور ہوتا ہے جی اور یہ بل بھی اسی لئے لایا جا رہا ہے کہ لوگوں کو انصاف فراہم کیا جائے۔ اور میرٹ پر لوگوں کو لیا جائے۔ ان کو یہ موقع فراہم کیا جائے کہ ان کے جو مسائل ہیں وہ اس کے سامنے لائیں۔ تو میں اس کی حمایت کرتا ہوں اور ساتھ یہ بھی کہتا ہوں یہ جو خالد انور صاحب کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارے پاس ایک ایسا آدمی ہے کہ جو جس طرح چاہے اپنی بات منوا لیتا ہے۔ یہ بھی اپنا ایسا آدمی پیدا کر لیں کہ وہ اس کا مقابلہ کر سکے۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب خواجہ قطب الدین صاحب۔

خواجہ قطب الدین - جناب میں اس بل کی حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ہی ساتھ
ابھی بہت ہی بریف آبرویشن کرتا ہوں۔ ابھی پی آئی اے کے بارے میں کہا گیا۔۔۔۔

You talk on the Bill, the - جناب چیئرمین۔ بل کے بارے میں بات کریں ناں۔
principles of the Bill.

خواجہ قطب الدین - ایک منٹ لوں گا۔ ابھی پی آئی اے کی بریفنگ ہوئی تھی۔
اور بتایا گیا کہ پچھلے سیشن پارٹی کے دور میں تقریباً چار ہزار لوگ بھرتی کئے گئے اور اب کے دور
میں تقریباً تین ہزار لوگ بھرتی کئے گئے۔ اور جب ان سے اسی بریفنگ میں سوال کیا گیا کہ نواز
شریف صاحب کے پچھلے دور میں کتنے لوگوں کو بھرتی کیا گیا تھا۔ تو پتہ چلا کہ گیارہ۔ اور گیارہ
بھی میرٹ پر۔ تو اس وقت جو آجکل کے مینجنگ ڈائریکٹر ہیں جو سیشن پارٹی کے دور ہی میں
appoint کئے گئے۔ انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ بھرتی بہت زیادہ ہوئی ہے اور صحیح
طریقے سے نہیں ہوئی ہے۔ ان سے یہ سوال کیا گیا۔۔۔۔۔

(interruption)

Mr. Chairman: This is not the Bill under consideration. You are not
discussing the Bill. No Point of Order. Please sit down. Yes, Haji Sahib.

(مداخلت)

حاجی دلاور خان - جناب میں تمام قانا کی طرف سے حمایت کرتا ہوں۔ اور یقین
کریں کہ جو سابق مسلم لیگ کی حکومت نے قانا کے ساتھ سلوک کیا ہے۔ ثبوت موجود ہے۔
جو ابھی ایم این اے صاحب نے کہا ہے کہ 1993-96ء تک بھرتی ہوئی ہے۔ ہمارے قانا۔۔۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ حاجی صاحب، بل پر بھی بات کریں ناں۔ یہ اس سے متعلق نہیں ہے۔

حاجی دلاور خان - میں تمام قانا کی طرف سے حمایت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ شکریہ جی۔ نہیں جی، کوئی نہیں، بیٹھ جائیں۔ بل کے
دوران کچھ نہیں ہوتا۔ قائم علی شاہ صاحب۔

Syed Qaim Ali Shah :- The Bill is totally discriminatory. It intends not only to victimize but I would say it insults the Civil Servants and really their efficiency will be marred. They will not be able to work effectively, independently. They want to suppress and mould them to their advantage. This is the intention of the bill, therefore, sir this bill has instead the waste of time. It was passed in 1973 to protect and give certain rights to the civil servants, now those rights cannot be snatched through introduction of this bill, those rights which they enjoyed for nearly 25 years they cannot be taken away through this bill. Now sir on the one hand their right to the interim relief which they could get that is being snatched not only that but the inherent right of High Court that they can intervene, supervisory right of the High Court to intervene at any stage is being snatched, that cannot be allowed sir. The supervisory right or the writ jurisdiction is always there to intervene where there is infringement of any right of individual or civil servant. So therefore, this I would suggest and request the learned Law Minister who is himself Lawyer and has contested so many such cases, he should realize and that this is totally discriminatory. It is, I think, it infringes not only the fundamental rights of the people but especially of the civil servants and government servants, and therefore, he should realize the importance of this amendment and withdraw this bill as soon as possible. Thank you sir.

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ اعتراز صاحب، اعتراز صاحب کچھ کہنا چاہ رہے ہیں جی۔

Ch. Aitzaz Ahsan: Mr. Chairman, I will make brief submission. First of all you will kindly notice that although the discussion on this bill has been short, everybody has been conscious of the time constraints and has spoken with brevity but for the past 45 minutes or so there are about 20 honourable Senators

who have spoken and each one of them has been concerned about Clause 2 (a), whether for or against that is the real clause of the bill, that is the real purpose of the bill, the real purpose of this particular bill and that is what really is provided also, as you can see in its introduction and preamble etc., but I do want you kindly to notice that there is also a clause 4 of the bill and that is that which provides that in the Section 4 of sub Section 1 the word, "final" shall be omitted. No honourable member of the Senate has really adverted to that and I do not want to advert to a more than the fact that it is a tragedy, it is really very unfortunate that when the honourable Law Advisor stood up and spoke on the purpose of the bill, he referred to clause 4 which probably nobody objects to because if appeals are being provided for against the interim order also and pointed out the fallacy that has probably ruled the minds, if as distinguished people here, who have come out openly in support of the Bill as Kazi Anwar and Justice Lone, I think one person who has pointed out to them the fallacy, the hidden, insidious purpose in the Bill is Senator Safdar Abbasi, that is the crux of the issue. The crux is that there are two laws in the statute books. Kindly see, they were both promulgated in 1973. In 1973, there were two laws, one was the Civil Servants Act, 1973. The other is the Service Tribunal Act of 1973. Now, these were a composite whole, you cannot take one away from the other really, except by a malafide design and purpose. Now, the Civil Servants Act provides and under it the government through instructions and appropriate rules of business provides for the running of the government through civil servants. It provides for various service groups and the rules there under provide for that. The OMG group, DMG group, the Police group, the Foreign Service group, the Custom group, the Income Tax group. You build that structure and then you provide for tribunals that supplement that structure.

What are they doing? They are not doing good for the people to whom they are extending the jurisdiction of the Service Tribunal. Mr. Chairman, they are not absorbing them into the structure of civil servants. That would be a major step. That would in fact, invite the good wishes that Kazi Anwar has given to this Bill and he is a senior advocate and I have deep respect for him. He says that yes he supports the Bill because it provides more rights. No sir, it does not. It divests people of rights. Now, let us understand there were, I am leaving there are many structures, but I am focusing only on the two. There is the structure of the Civil Servants as defined in the Civil Servants Act and that civil servant is the blue eyed baby of the system. He has enormous rights, privileges, security of tenure, promotion and he has authority and power. And then there are individual statutory or non-statutory corporations, wholly owned or controlled by the Federal Government, as Senator Iqbal Haider pointed out. Now, the civil servant in all the security and they bask in a lot of security, in the sunshine of a lot of rights and protections, have this particular forum called the Civil Service Tribunal. In the corporations, there are a lot of employees who are on contract. They do not have the security of legislated rights. They therefore, have the advantage of being able to approach normal courts, to go to a civil court or a high court. They have the advantage also and this is an advantage which they are being deprived of. This is a vital advantage of being able to obtain from the high court an interim relief. The Civil Service Tribunal as you are well known sir, does not give interim relief. No civil servant is reinstated pending the judgement. That is an authority that the Tribunal lacks. That is the authority that the high court is rested with and at times it employs. Now, we are making what, in Urdu is said-

آدھا تیر آدھا بھر

Of these hundreds of thousands of corporate employees, is that good for the country? Is that bad for the country? A hybrid is always bad. It is neither this nor that. You are not making them civil servants, as Senator Safdar Abbasi rightly said absorb them as Civil Servants. Have they absorbed them in a special cadre, seniority list, gave them all the rights under the Civil Servants Act? Yes, certainly, exposed them to the processes of the Service Tribunals. But if you do not, give them those rights and you deprive them of the constitutional jurisdiction of the High Court and in that you reverse, hundreds of thousands of contracts. Sir, even Islam says that a contract should have a sanctity. Now those contractual employees with their contracts under their arm will suddenly find that they are exposed to a situation where they have no remedies. When the High Courts have often and the superior courts have often recognized these contracts and these contracts, basically, have been recognized in the constitutional jurisdiction of the court as worthy of interim relief and final relief.

Even in the Constitutional jurisdiction under Article 199, you are aware, starting with the R.T. Janjua's Case in the National Shipping Corporation to the more recent cases in which the courts have gone ahead to recognize and apply the contract. In one such case, my friend and I appeared against each other. Now that the High Courts are expanding their jurisdiction, this is the time when the government wants to restrict their jurisdiction and Mr. Chairman alas! and alas! some honourable former judges are also joining in this process. I grieve at that, I really grieve at that, that they are also joining in this process and this process is being piloted by a government that has always claimed from the roof tops that this is the government that wants and have always stood by the jurisdiction of the superior courts and the Constitutional courts.

I just want to conclude on one point sir, because the purpose is, as many have said and purpose as has almost been recognized, basically by the government benches, treasury benches, the purpose is, the malafide purpose is to give protection to retrenchments. Now it is not just that, it is not simply that, the Peoples Party is perceived as the party that gives employment and the PML (N) is perceived as a party that takes away employment, yes, that is absolutely true but it is not just that, that the Nawaz League has never given employments as Senator Safdar Abbasi said people at the age of 45 were appointed but there was a difference. Mian Nawaz Saharif Sahib, the Prime Minister of Pakistan has always been willing and have gone an extra mile to relax rules and to give employment to ASIs at the age of 45, to Tehsildars at the age of 54 but with a condition and no such condition has ever been imposed by the Peoples Party. No such restrictive discriminatory condition has been imposed. Nawaz Sharif has given employment provided,

لڑکا کو المندی لاہور کا ہو اور ڈار صاحب اس بات کو بہتر جانتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ خالد انور صاحب۔

Mr. Khalid Anwar: Sir, there is very rigid time constraint, so I will endeavour to be as brief as possible. I think there is just one point which is agitating my honourable friends on that side of the eye which is their concern that this Bill seeks to restrict the jurisdiction of the superior courts, I think that is what worrying my learned friend Senator Aitzaz, also Senator Iqbal Haider and they used some unusual adjectives also Senator Iqbal Haider and they used some unusual adjectives, 'hoodwinking, sinister and insidious designs. So, with your leave sir, I will just fundamentally confine myself to this basic point so that we can make some

progressive enactment of this law. Sir, the basic hoodwinking if that is a right term, the basic sinister designs, if that is a right term, is to be ascribed to the Late Mr. Zulfikar Ali Bhutto who introduced Article 202 and the 212 in the Constitution for the first time. This is a constitutional interloper. It had no precedent in our constitutional history, Mr. Bhutto for reasons best known to him and the honourable members sitting on that side decided that the jurist of the High Court had to be restricted in relation to people in the service of Pakistan. He was clear about it. He acted upon it. In so far Article 212 sir, is one of the original Articles introduced in the Constitution of 1973.

Now sir, in, so far as, the objection raised was, who is to be a part of the service of Pakistan, now this was one of the arguments advanced and I think it was interesting, I found it interesting because the honourable member is not a lawyer but he raised a legal point. He did not quite realize that he is stating against him but he did a valid legal point which is this, service of Pakistan is defined in the Constitution of Pakistan under Article 260. So the parameters of the service of Pakistan form a constitutional concept, by means of this law we can neither expand it nor restrict it. Service of Pakistan is defined in the Constitution of Pakistan, not merely being Government servants but people who are employed for or in connection with the affairs of the federation. All these people, employees of statutory bodies who are now coming within the ambit of the 1973 Law, also a law introduced by Mr. Bhutto falls within that constitutional concept.

Therefore, potentially whatever was the constitutional position, before this, will remain totally unchanged, all law does not and can not alter constitutional position. Mr. Bhutto felt that people serving for or in connection with the affairs with the federation should not be allowed to go to the High Court, should not be

allowed to invoke the writ jurisdiction, what are we doing? We are simply remaining within the concept adumbrated by Mr. Bhutto, so I don't think that there should be an objection from that side, may be on this side, yes, but certainly not from that side of the eye, there should not be any objection. It also needs to be clarified sir, the argument was that there is a Civil Servants' Act, this is a service tribunal's Act, now sir, we have not touched the Civil Servants' Act, we have left it intact.

This Tribunal's Act also is very important, we have not by means of this legislation claim to have the power to dismiss anyone. We have not sought any such power. This amendment simply confers a legal right on people who may be dismissed, they can now go before a Service Tribunal. If they are suspended for the first time in the history of Pakistan they will have a legal remedy, upto now the Service Tribunal could not pass a stay order, today after this Bill is enacted for the first time this legal power will be conferred. We are expanding the jurisdiction of the Service Tribunal, we are conferring a legal right and entitlement on these employees of statutory bodies which they did not enjoy. In so far as, the constitutional protection is concerned, Mr. Bhutto had taken that away in the year 1973, it is rather too late now to lament about what took place in the year 1973.

I also want to add a few words about this concept of who should or should not be a Civil Servant, how should he or should not be appointed. My honourable friend referred to the fact that under the Civil Servants Act you would have got basically certain cadres, you have got certain modes of appointment, that is fine, that is excellent. He ought perhaps to have mentioned in passing that in the case of one statutory corporation 1500 blank letters of appointment were signed and forwarded to the Prime Minister Secretariat and the names are filled in by the Prime Minister. Now, that certainly is not what a mode of appointment ought to be

It is certainly a precedent we are following and if this Government reluctantly, I say, reluctantly, does not give me any pleasure that any one is turned out of his service, basically, we are poor country, there is massive unemployment in this country. It is really painful that even a person, who has been unlawfully appointed should be turned out and I assure you, sir, that when action is taken due provision will be made, so that hardship is not caused to the families of the people who are turned out. We are quite determined not to cause massive hardship on large scale. But we are also conscious of the fact that if 6000 people are appointed in PIA, the fares are raised every year, every citizen of this country who travels by PIA pays an extra price. There is no such things at free employment. All of us pay, all of us suffer. This is true of PIA, this is true of all the other statutory bodies. When in United Bank instead of 10000, 20000 people are employed, what happens. It is on the verge of collapse. When Mehran Bank collapsed 6.5 billion rupees is a cost which is picked up by the State Bank of Pakistan. Because people who are unlawfully appointed in violation of rules and regulations, turn out to be often not only incompetent, often corrupt and the massive overhead costs on any organization are so large that ultimately speaking the people of Pakistan pay up the bills. It is this which causes our concern, it is not pleasure or happiness that some one should be dismissed.

Sir, I just want to conclude by saying one or two words, sir, which is this; " The last point raised was about retrospectivity. One of the honourable Senator said that we must have this Bill at least let have it for the future ". Unfortunately, the precedent again said by Mr. Zulfikar Ali Bhutto is that when the Constitution was first introduced, the powers conferred under Article 212 were in relation to people who were to be subsequently appointed. He amended the Constitution in

the year 1974 and comprehended in it, not merely Government servants serving but even those who had ceased to be in service, even those who had been removed. This is the Constitutional precedent. As far as we are concerned, we are facing a financial constraint may be two hundred thousand people are there who should not be there, we will not take any hasty action, we will not cause hardship to these people or their families, but I think it is right that the Government should have the power to take such steps as are necessary in the public welfare. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you very much. I will put the Motion before the House.

It has been moved by Mr. Ishaq Dar, the Minister Incharge for Establishment that the Bill further to amend the Service Tribunal Act, 1973 [The Service Tribunal (Amendment) Bill, 1997] as passed by the National Assembly be taken into consideration.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Now, I will take it clause by clause.

اس 4 amendments ہیں غالباً۔ Amendments to clause 3 - کلاز 2 کی کوئی amendment نہیں ہے۔

There is no amendment to clause 2. So, I will put clause 2 before the House.

The question is that Clause 2 forms part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 2 forms part of the Bill. There is an amendment to Clause 3. Yes, Mr. Aitzaz Ahsan. In the name of Aitzaz Ahsan, Mr. Raza Rabbani, Hussain Shah Rashdi, propose amendment to Clause 3. Yes, Raza Rabbani Sahib.

Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move that in clause (3), in the proposed new section 2(a), the following proviso be added, namely:

Provided that this clause shall not apply to any employee or officer of any such corporation who is already in such service on the date this amendment comes into force.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Khalid Anwar: Opposed.

Mr. Chairman: Opposed.

فرمائیے جی مختصراً۔

Mian Raza Rabbani: Sir, basically as I said that we oppose this bill but realising the fact that we do not have the majority to stop it, therefore, we have moved this amendment, we moved these amendments to try and soften the impact of the bill as far as possible. This amendment essentially provides that those employees who are already in the employment of various corporations or statutory bodies, they should continue to function and their terms and conditions should continue to remain the same and that such employees who would now enter the corporations or autonomous, semi-autonomous or statutory bodies, they would be made subject matter of this amendment that would come about. This was the essential intent of this amendment that has been moved and I think, it is an amendment which is in line with the principles of natural justice because the employees who are already there are now being subjected to new conditions and service regulations, therefore, I would request the Minister Incharge to consider this amendment and to adopt this amendment in the Amendment Bill.

جناب چیئرمین: جی اعتراض صاحب۔

Ch. Aitzaz Ahsan: Sir, as far as this particular issue contained in the amendment is concerned that it should not be retrospective. The honourable Law Advisor has already spoken on this prior to the amendments and consideration of the amendments. While he was speaking, since he has spoken on the subject, I heard and I think the record can be checked up because he said that now as from the passage of this Bill as it is becoming an Act, the Service Tribunals will be vested with the right to pass interlocutory orders and to give interim relief such as stay or retaining the person in employment. Quite frankly Sir, our amendments become all the more necessary because I do not find that in the text, kindly see the text of the Bill and this is very relevant to our amendments. What is being introduced? The learned Law Advisor admitted that at this moment and this is the fact, he knows, I know, you know sir, Service Tribunals do not give interim relief.

Now the amendments in this are:

first in clause (2) and last two lines of clause (2)

and shall include a person declared to be a Civil Servant under section 2(a). So, it is adding another category and;

2(a) we have read, I don't want to read full of it but service under authority, corporation, body or organization shall be deemed to be a Civil Servant for the purposes of the Act and section 4 says:

In the said Act, in section (4), in sub-section (1), the word 'final' shall be omitted.

Now (4), here which is (4), 4 only applies to appeal and (4) says, 'any Civil Servant aggrieved by any final order'.

جناب چیئر مین، اب any order ہو جائے گا۔

Ch. Aitzaz Ahsan: Any final. Now he can appeal against any order.

But providing for those orders whether interim or final, the courts can pass even now what they cannot resort to, is akin to the jurisdiction under section 151 CPC of granting interim relief of that time. The court can adjust its procedure, the court on taking evidence can reject evidence. When it rejects evidence or a witness, you can go in appeal because that is an interim relief.

جناب چیئر مین، آپ کا یہ کہنا ہے کہ یہ interim relief نہیں دے سکتے۔

چوہدری اعتراف احسن، یہ نہیں دے سکتے۔ پہلے بھی نہیں دے سکتے تھے اب بھی نہیں دے سکتے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں چونکہ یہ چیز پہلے بھی نہیں کر سکتے تھے اور اس میں change نہیں لا رہے۔ اگر اس میں change لا رہے ہوتے تو شاید اور بات ہوتی لیکن change چونکہ وہ بھی نہیں لا رہے اس لئے

They are in effect depriving and that is why, we say prospective, you are depriving existing incumbent servants of Corporations and employees of Corporation of right that has accrued to them and may be accrued under particular specific orders of the court where they obtained stay orders and where they have obtained relief, or where they have expectancy of such a relief or right. For instance, in cases of total quorum non judice, supposing in a corporation, it is provided that an action or a dismissal or termination can only be taken by the board or by the Chairman. And somebody lower than that authority terminates me. I normally can go to the court and take relief. Another thing that will happen sir, is I would wonder, for instance, take PIA, I would wonder, after this definition is added and tribunals are given, it is on the lighter sight but I would wonder Mr. Chairman, where would Mr. Khakhan Abbasi go to get relief? Is he now going to seek relief from the Service Tribunals or if somebody seeks relief against him? Will the electoral or the other laws still be

applicable because he is being a Chairman of the PIA and is now in the service of a Corporation, owned by the government? But my main point remains that I don't find in this, particularly, a specific empowerment of the Tribunal to grant interim relief, not interim order, interim relief or to suspend an order of Corporation.

Mr. Chairman: Mr. Khalid would you like to explain this,

ایک منٹ خالد صاحب پہلے بات کر لیں جی۔ جی میں خالد صاحب سے پہلے بات سن لوں جی پھر میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کو سنتا ہوں۔

Mr. Khalid Anwar: Sir, it is really very very simple sir, originally an appeal only laid to the Tribunal against a final order, we are proposing to delete the word " finally". So we are expanding the jurisdiction. I don't think there should be any objection.

Mr. Chairman: They got the impression that as a result of this or any other amendment, the Tribunal would now be vested with the power to issue interim orders granting relief to civil servants.

Mr. Khalid Anwar: It is like this sir, at the moment the jurisdiction is confined only entertaining appeals against final orders, that is to say may be a government servant has been dismissed. We have deleted the word finally. We have expanded the jurisdiction. What exactly are, naturally it is an appellate forum. It has to be an appellate forum. So, there is no question of an interim order at the original face because this Tribunal comes in to the picture at the appellate.

Ch. Aitzaz Ahsan: Kindly see the record, I not only in the first instance, in the second instance also, the deep regret, I think, misrepresents in this House.

Mr. Chairman: Ch. Mohammad Anwar Bhinder: Sir, my Point of

Order is that amendment, on the ground that it says that, provided that this clause shall not apply to any employee or officer of any such corporation, who is already in such service on the date, this amendment comes into force. Amendment never comes into force. It is the bill, it is the act, the amending act, the original which comes into force. Amendment never comes into force. As it is framed, this is not in order.

Mr. Chairman: No you are right, this is framed wrongly, but anyhow I will put it to the House.

کیونکہ reject ہی ہونی ہے لگ تو یہی رہا ہے

So Mr. Aitzaz Ahsan, Mian Raza Rabbani, Mr. Hussain Shah Rashdi have moved that in Clause 3, in the proposed Section 2 (a), the following proviso may be added, namely:

Provided that this Clause shall not apply to any employee or officer of any such corporation who is already in such service on the date this amendment comes into force.

(The amendment was rejected)

Mr. Chairman: I will put Clause 3 before the House, the question is that Clause 3 do form part of the Bill.

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 3 forms part of the Bill. The Question is that Clause 4 forms part of the Bill. There is no amendment in Clause 4.

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 4 forms part of the Bill.

کون سی ہے، مجھے بتائیں ناں۔ وہ تو after Clause 4 ہے ناں۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ

کس کی amendment کروں

So obviously this is out of order. So the question is that Clause 1, Short Title, Commencement and the Preamble form part of the Bill.

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: Clause 1, Short Title, Commencement and the Preamble form part of the Bill.

پڑھ دیں جناب۔
Mr. Muhammad Ishaq Dar : I beg to move that the bill further to amend the Service Tribunal Act , 1973, [The Service Tribunal (Amendment) Bill, 1997], be passed.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Ishaq Dar, the Minister Incharge for Establishment that the bill further to amend the Service Tribunal Act, 1973, [The Service Tribunal (Amendment) Bill, 1997], be passed.

(The Bill was passed)

Mr. Chairman: The Bill stands passed.

جناب صدر علی عباسی۔ جناب basic contradiction میری جناب دو منٹ باتیں۔

جناب چیئرمین۔ اب بل پاس ہو گیا۔ میں چاہ رہا ہوں کہ وہ ایک

(مداخلت)

Mr. Chairman :- There are two other items which I want to take up, one is the amendment of rules

دوسرا آصف زرداری صاحب کا جو معاملہ ہے اس پر بحث کن لوں تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔ جی جناب
rules کے بارے میں میرے خیال میں کر لیا جائے I believe
If we can get back today. I believe
I rules کی بھی amendment ہے۔ ہاں ٹھیک ہے وہ I there is no opposition to this.

think جی 'جی amendment ہے۔ جی جناب انور بھنڈر صاحب آپ move کریں جی۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder :- Sir, I beg to move for leave to amend Rule 22, Rule 38, 58, 76 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

I have to read the whole thing. When جناب چیئرمین - اچھا میرے خیال میں the Motion is moved, the Chairman shall read out the proposed amendment to the

Senate تو مجھے پڑھنا پڑے گا۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder :- Sir, I think there is no opposition to this and if there is no opposition to this, Motion stands carried.

جناب چیئرمین۔ تو مجھے پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ if it is not opposed.

Mr. Chairman:- O.k. I will read the proposed amendment. Mr. Anwar Bhinder has moved the amendments in Rules 22, 38, 58 and 76 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 be taken into consideration namely:

1. In Rule 22, for the word 'Sunday', occurring in the first line, the word 'Tuesday' be substituted.
2. In the proviso, for the word 'Sunday', occurring in the first line, the word 'Tuesday' be substituted. In Rule 38, in the proviso, for the word 'Sundays', occurring in the second line, the word 'Tuesdays' be substituted.
3. In Rule 58, in sub rule (2), for the word 'Thursday', occurring in the second line, the word 'Saturday' be substituted.
4. In Rule 76, in sub Rule (1), in the proviso, for the word 'Sundays', occurring in the first line, the word 'Tuesdays' be substituted.

Is there any opposition to these amendments. There is no opposition. So he begs leave to move the amendment. The leave stands granted. Now I will move the Motion for consideration.

جناب چیئرمین۔ پہلی چیز تو یہ ہے ناں کہ ٹھیک ہے جی کیوں جناب بھنڈر صاحب۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: The rule will come under consideration and I will move the amendment.

جناب چیئرمین۔ جی ٹھیک ہے جی۔ تو پہلے آپ move کریں گے for consideration

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No Sir, that stands moved.

جناب چیئرمین۔ نہیں اب آپ کو leave مل گئی ہے ناں اب I will move item

No.10 for consideration

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ میں move کر دوں جناب in Sir, I beg to move that

Rule 22, for the word 'Sunday' occurring in the first line, the word 'Tuesday' be

substituted. میرا خیال ہے جناب سارا پڑھ دوں۔

جناب چیئرمین۔ ایک منٹ ایک منٹ میرے خیال میں

Motion for consideration, I should move before the House and then take up the amendments and that is the procedure.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ وہ جناب آپ نے لے لیا۔

In Rule 22,

(a) for the word 'Sunday', occurring in the first line, the word

'Tuesday' be substituted and

(b) in the proviso, for the word 'Sunday', occurring in the first line, the word

'Tuesday' be substituted.

No.2 : In Rule 38, in the proviso, for the word 'Sunday', occurring in the second line ; the word 'Tuesday' be substituted.

No.3. In Rule 58, in sub Rule (2), for the word 'Tuesday', occurring in the second line, the word 'Saturday' be substituted.

No.4. In Rule 76, in sub Rule (1), in the proviso, for the word ' Sunday', occurring in the first line, the word 'Tuesday' be substituted.

and then I will read out the amendments - جناب رضا ربانی - پورا پڑھ دیں

and then you can put it.

جناب چیئرمین - O.K. جی پڑھ دیں -

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: In Rule 22 (a) for the word, "Sunday" occurring in the first line the word, "Tuesday" be substituted and (b) in the proviso for the word, "Sunday" occurring in the first line the word, " Tuesday" be substituted . No.2 in Rule 38 in the proviso for the word, "Sunday" occurring in the second line the word, " Tuesday" be substituted. No.3 in Rule 58 in sub Rule 2 for the word, " Thursday" occurring in the second line the word, "Saturday" be substituted. No.4 in Rule 76 in sub Rule 1 in the proviso for the word, "Sunday" occurring in the first line the word, "Tuesday" be substituted.

جناب چیئرمین - Amendment جی جناب

Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move amendments to Rule 5, 22, 38 and 76 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 as given notice by Senator Ch. Mohammad Anwar Bhinder entered at S.No. 10 of the Orders of the Day namely; 1. in paragraph I(a) in sub para (a) for the word , "Tuesday" occurring in the third line the word , "Monday" be substituted and (b) for the sub para (b) for the word , "Tuesday" occurring in the 4th line the word ,

"Monday" be substituted . 2 . In paragraph II for the word , "Tuesday" occurring in the third line the word , "Monday" be substituted . 3 . IV for the word , "Tuesday" occurring in the 4th line the word , "Monday" be substituted.

Mr. Chairman: There is no opposition to the amendment , no opposition. So I will just put up the amendments moved by Mr. Raza Rabbani.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Now the motion has amended.

Para 3 Rule 58. It has been moved that in Rule 58 in sub Rule 2 for the word , "Thursday" occurring in the second line the word , "Saturday" be substituted.

(The motion was carried)

جناب چیئرمین - جی now the other ایک منٹ جناب آٹھ نمبر 11 نہیں ہلے تو یہ ہو جائے نہ کہ as amended موٹن adopt ہو جائے -

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Rule 32, 38, 58, and 76 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988 as amended be passed.

جناب چیئرمین - جی It has been moved by Mr. Anwar Bhinder that Rule 22,

Rule 38 and 58 تو نہیں put کرنا - and Rule 76 as amended may be passed ٹھیک ہے

جی - ٹھیک ہے جی - O.K.

(The rules as amended stands passed.)

چوہدری محمد انور بھنڈر - ایک رہ گیا ہے جناب -

جناب چیئرمین - اور کیا رہ گیا ہے جی -

چوہدری محمد انور بھنڈر - 58 -

Mr. Chairman: It has been moved that Rule 58 in sub Rule 2 for the

word, "Thursday" occurring in the second line the word, "Saturday" be substituted.

(The motion was carried)

Question should have been "be passed" جی محمد انور بھنڈر۔

جناب چئیرمین۔ O.K. جی پاس ہو گیا۔ اب لون صاحب آپ کچھ فرمانا چاہ رہے تھے۔ on the issue of آپ ناز پڑھ آئیں میرا خیال ہے ابھی وقت ہے۔ بس پانچ منٹ ذرا سن لیں۔ دو بجے تک میرا خیال ہے فارغ ہو جائیں گے۔ ناز پونے دو بجے ہو گی شاید۔ جی جناب لون صاحب۔

(The Rule as amended stands passed)

جناب چئیرمین۔ یہ ذرا نوٹ کرتے رہیے جناب شاہ صاحب۔

DISCUSSION ON THE ISSUANCE OF PRODUCTION ORDERS.

Justice (Retd.) Mohammad Afzal Lone: Thank you very much Mr. Chairman for giving me the opportunity to make my submission. Two sets of argument Mr. Chairman, have been advanced in the House. According to one view Mr. Zardari is not a member and since Rule 72 (a) applies to a member, no production order can be issued in his favour. The other line of reasoning is that he is a member and that he attained the status of a member when the notification declaring as a returned candidate was issued by the Election Commission. According to this view taking of oath is not the condition, precedent for confirmation of status of a member, the moment a member is declared as successful and a notification is issued he becomes a member of the House. According to the Senator Mr. Raza Rabbani, oath is made by the member merely to enable him to take part in the proceedings of the House. Otherwise, for all intent and purposes, he is a member. I may draw your kind attention to Article 65 which

deals with the making of the oath. It reads 'a person elected to a house shall not sit or vote until he has made before the House an oath in the form set out in the third schedule'. The reading of this Article shows that the constitution makers have very zealously guarded the exercise of making the oath. It is not left to the discretion of any one else. But the Constitution has provided a third schedule, the form of the oath as well, right that of the oath to be administered to the President of Pakistan, the Prime Minister, the Minister, the Speaker, the Deputy Speaker or other constitutional functionaries such as the Chief Election Commissioner, or Auditor General of Pakistan. Now, after going through this Article 65 and provisions of the Senate Act, I find that the oath is not merely a ceremony. It is not merely a formality. It is not an exercise in futility. But it is a constitutional command. There is an objective behind it. This is the requirement of the Constitution. It is mandatory and unless and until an oath is made by a successful candidate, he cannot be labelled as a member.

Now, Mr. Raza Rabbani in support of his arguments, has heavily relied upon an Indian publication by Mr. Kaul. According to learned author, a person who is declared successful by the election commission, short of sitting in the House entitled to almost all the privileges. He is entitled to salary. He is entitled to be nominated as a member of some select committee and he is also entitled to other privileges. Now, I will respectfully state that these observations appearing in Kaul's books do not embody the general principle of law universal application. These are just a reflection of certain provisions of the Indian Constitution and the election laws as prevailing in India. Kindly, have a look at Article 99 of the Indian Constitution which is parallel to Article 65. I have given a photostat of Article 99. Article 99 reads 'every member of either House or parliament shall before taking the

seat may and subscribe before the president or some person appointed in this behalf by him an oath or affirmation according to the form set out for the purpose in the third schedule. The person who has succeeded in election and whose name has been notified is described in Article 99 as member. But what is the position in our Constitution. Article 65 describes him a person elected to a House. He is not being styled as a member but according to the Indian Constitution, he is a member and if you look to the foot notes given at page 324, I will read page 324 relied upon by Mr. Raza Rabbani and then clarify the position. The book is sir, with you I have only a photostat.

جناب چیئر مین، رھا رہانی صاحب کہہ رہی ہیں۔

Justice (Retd.) Muhammad Afzal Lone: But with respect to the others who share his views or in audience. A person becomes a member of a House from the date on which he is declared elected by the Returning Officer but he is not entitled to sit and vote in the House unless he has made the prescribed oath or affirmation and has taken his seat in the House. He is however entitled to receive his salary as a member from the date. These are foot notes 14 and 15. Foot note 14 refers to representation of Peoples Act, 1951, sub-section 67(a) and I have placed the photostat of section 67(a) before your, sir. I will refer to it subsequently but first let me finish the reference to the different sections of the representation of Peoples Act from Indian jurisdiction.

Then foot note 15, kindly have a look at it, refers to Salary, Allowances and Pension of the Members of Parliament Act, 1954. Then Rule 16 Representation of Peoples Act, 1951 section 73. Then foot note 17, notice of a motion to be moved on 11th May, 1957 proposing the name of Mr. such and such for the Speakership

of the second Lok Sabha was received at 9.00 a.m. and on 10th May, 1957 before Mr. such and such took oath on that date, at 11.00 a.m. Then note 18 - Lok Sabha Debates dated 20th January, 1937. What I mean to point out is that all the observations appearing at page 324 of the book, relied upon by the learned Senator, are the reflections of the provisions of Indian Constitution or of their election laws. A reference to these provisions will provide, to the election laws, that there is a vast difference in our election laws and that prevailing in India.

Kindly first have a look at Section 25 of the Senate Act. To save time, I will only refer to sub-section (2) of Section 25 - the Commissioner shall, after the date fixed for submission of the statement of the assets and liabilities referred to in sub-section (1) published in the official gazette, the name of the returned candidate. The person who succeeds in the election is being described here as a returned candidates but what is the position in the parallel legislation prevalent in India, kindly have a look at Section 53, I have placed the photostat of that before you sir. I will refer to only sub-section (3) of Section 53 - if the number of such candidates is less than the number of the seats to be filled, the Returning Officer shall forthwith declare all such candidates to be elected and the Election Commission shall, by notification in the official gazette, call upon the constituencies or the elected member or members of the State Legislative Assembly. Here, he is not being stated as a returned candidate but as an elected member. Similar is the position in the proviso, provided that with the constituency of the elected member or the members of the State Legislative Assembly or the member of the elected college, so on and so forth. What I mean to say is that in our scheme of the election laws, a person who succeeds in the election and whose name is notified, is invariably described as a returned candidate but in line with the provisions of Indian Constitution as

embodied in Article 99, there the election laws describe an elected person as a member and not a returned candidate.

جناب چیئر مین۔ میرا خیال ہے باقی کل کر لیتے ہیں کیوں کہ یہ بہت ہی serious

arguments ہیں۔

So, the House is adjourned till ten of the clock tomorrow morning.

[The House then adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on

Tuesday, May 20, 1997]
